معلوماتِ حج

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ
ایمان والوں کو نبی ﷺ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے

زائرین کرام کی رہبری کیلئے

حضور العاشقین

مولفہ

حافظ محمد صدیق المیمنی

شایع کردہ

انجمن خدام النبی ﷺ

صابو صدیق مسافر خانہ کرناک روڈ بمبئی نمبر ۱

۱۹۶۱ء

ہدیہ دعائے خیر

اَلْوَقْفُ لِلّٰهِ الْكَرِيْمُ

اے اللہ! تیرے اور تیرے رسولؐ کے مہمانوں کے

خادم، ہمارے برادر مکرّم الحاج محمد حاجی عبداللہ میمنی مرحوم

کے ایصالِ ثواب کے لئے یہ کتاب حاجیوں میں تقسیم کی جارہی ہے

تو اپنے فضل و کرم سے اسے قبول فرما اور

مرحوم کے درجاتِ عالیہ کا ذریعہ بنا! آمین

احمد غریب و برادران

ہر پڑھنے والے سے گذارش ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں

ضمیمہ

سعودی دور میں مسجدِ نبوی کی توسیع و تعمیر

مسجدِ نبوی کا کام حکومت سعودیہ نے ۱۳۷۰ھ میں وسیع اور شاندار پیمانہ پر شروع کیا، اور پچاس کروڑ ریال کے شاہانہ خرچ سے ۱۳۷۶ھ میں یہ عظیم الشان کارنامہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا۔ اس مقدس مسجد کی سلاطین عثمانیہ کے دور میں جو شاندار عمارت قائم ہوئی تھی اسکو جوں کا توں باقی رکھ کر جو گرانقدر توسیع اور کشادگی مسجد کے تینوں پہلوؤں میں کی گئی ہے، وہ بھی اس قدر دلآویز ہے کہ قدیم عمارت کی تمام خوشنما فنکاریوں کی جاذبیت و دلکشی کو اسنے چار چاند لگا دئے ہیں۔

اصل مسجد میں پانچ دروازے تھے، اب سب ملا کر دس بنا دئے گئے ہیں۔

(۱) باب السلام (۲) باب ابوبکرؓ (۳) باب الرحمۃ (۴) باب سعود (۵) باب عمرؓ (۶) باب مجیدی (۷) باب عثمانؓ (۸) باب عبدالعزیز (۹) باب النساء (۱۰) باب جبرئیل

پہلے پانچ منارے تھے، اب ان چار دروازوں پر چار منارے بنائے گئے ہیں

(۱) باب جبرئیل (۲) باب السلام (۳) باب عمرؓ (۴) باب عثمانؓ، ہر منارہ کی بلندی اسّی گز ہے۔

سب سے زیادہ وسعت تقریباً ۸۳ گز جتنی مسجد کی شمالی سمت میں کی گئی ہے، شرقی جانب صرف دو گز اور غربی سمت میں تین گز۔ ۴

لیکن میناروں کی بنیاد ۲۱ گز ہے۔

نذرِ عقیدت

علامہ سید سلیمان ندوی رحؒ

مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے :: آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے

پاکیزہ تر از عرش و سما جنت و فردوس :: آرام گہ پاک رسول عربی ہے

اے زائر بیت نبویؐ یاد رہے یہ :: بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

کیا شان ہے اللہ رے محبوبِ نبیؐ کی :: محبوبِ خدا ہے وہ جو محبوبِ نبیؐ ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابرِ کرم آج
جو آگ مرے سینے میں مدت سے لگی ہے

پیش لفظ

حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

رسالہ حضور العاشقین سے استفادہ کا موقع ملا، جو ہمارے محترم بھائی حافظ محمد صدیق صاحب بھوی مقیم مکہ مکرمہ نے تالیف فرمایا ہے۔

رسالہ مختصر مگر جامع اور طرز بیان میں سلاست و شگفتگی لئے ہوئے ہے، عشق و محبت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ حاضری دربار رسالت کے شرعی آداب و مسائل بیان کئے گئے ہیں، عبارت کے ایک ایک لفظ میں عشق نبوی کی وارفتگی کے ساتھ حدود کی کافی رعایت موجود ہے، گویا عشق و محبت کے شیشوں میں شرعی مسائل کی شراب طہورہ بھر کر عاشقان دربار رسالت اور طالبان راہ کی سرشاری کا سامان کر دیا ہے، اس لئے یہ رسالہ عالمانہ بھی ہے اور عاشقانہ بھی۔

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

اگر یہ صحیح ہے کہ عاشقوں کے لئے حضوری آتش شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیتی ہے تو بلا شبہ اس حضور العاشقین نے عشق الی حاضرین کو زیادہ سے زیادہ

برانگیختہ کرکے راہ پیمان حضوری مدینہ کو ذات بابرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیش از بیش والہ وشیدا اور آپ کے بارے میں قانون شریعت کی پابندی کا زیادہ سے زیادہ دلدادہ بنانے کی راہ کھولدی ہے۔

مسائل مستند اور راہ ذوق وشوق معتدل ہیں، عازمین حضوری دربار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ اور اس کو پاس رکھنا ضروری ہے۔

حق تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے، رسالہ کو مستفدین کے لئے نافع فرمائے، اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ خیر دنیا وآخرت بنائے۔

محمد طیب غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند
نزیل حال بمبئی

۲۹ رجب ۱۳۶۹ھ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب کی رائے گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... حامداً و مصلیاً

اما بعد! اس حقیر نے رسالہ حضور العاشقین کو جس کی مؤلف اخی فی الدین حافظ محمد صدیق جعلہ اللہ من الخادمین للبیت العتیق ہیں .... بلد امین میں عین اس وقت پایا جبکہ مدینہ طیبہ کی روانگی کا سامان تھا اور حسرت و مسرت دونوں کا ہجوم تھا۔ خدا ہی جانے کہ غلبہ کس کو تھا۔

حبذا روز سعادت مرحبا یوم وصال
باغ من گل می کند امروز بعد از چند سال

اسی حالت میں رسالہ مذکور کو اوّل سے آخر تک پڑھا بحمد اللہ باوجود ایجاز و اختصار کے ضروری مقاصد پر حاوی اور صحیح مسائل پر مشتمل پایا۔ اور سب سے بڑی چیز جس کی جھلک رسالہ مذکور کے حرف حرف میں نمایاں ہے وہ والہانہ تعلق ہے۔ جو ہر مسلمان کو سرکار دو عالم صلعم کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ہونا چاہیے۔

کتبہ انقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عافاہ مولاہ نزیل مکہ مکرمہ

۲۰ محرم یوم الاحد وقت صلوٰۃ الضحیٰ ۱۳۶۹ھ

اعتراف و تشکر

جناب مولانا قاضی اطہر مبارکپوری

یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان سے باوجودیکہ ہر سال دس ہزار کے لگ بھگ حجاج کرام اور زوار عظام حج کعبۃ اللہ اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں، مگر ان کے پاس مناسک کی دعاؤں اور حج وزیارت کے آداب وحقوق کے علاوہ کوئی مستقل کتاب مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے تاریخی حالات میں نہیں، درآنحالیکہ یہ مقدس کام بھی بڑی حد تک انجمن خدام النبی کی بے لوث خدمات اور بلا غرض اخلاص وایثار کی بدولت بڑے اہتمام اور ذمہ داری سے ہونے لگا ہے،

حضور العاشقین میں ہمارے محترم ومکرم حافظ محمد صدیق المیمنی نے بڑی خوبی سے زیارت مدینہ منورہ کے حقوق وآداب اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ وہاں کی مختصر مگر نہایت ہی قیمتی تاریخ بھی والہانہ انداز میں بیان فرمادی ہے خاص طور سے مسجد نبوی شریف کے ابتداء سے آج تک کے تاریخی اور تعمیری حالات نہایت مستند طریقہ سے درج فرمادئے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مسجد نبوی ؐ اور روضہ مبارکہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جدید وقدیم معلومات کا یہ ذخیرہ ہماری زبان میں بہت ہی اہم ہوگیا ہے

اور اس کتاب کے ذریعہ وہ مقدس مانگ بڑی حد تک پوری ہو گئی ہے، جو
حجاج کرام کے دلوں میں مسجد نبوی اور روضۂ پاک کے لئے پیدا ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ جس بندے سے جو چاہے کام لے لے، یہ اسکی
بے نیازی ہے، اللہ تعالیٰ حافظ صاحب موصوف کو ان کے ان
کارناموں کی دونوں جہان میں جزا دے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا

قاضی اطہر مبارکپوری
بمبئی

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

عرضِ حال

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

امّا بعد! حقیر سراپا تقصیر کو چند مرتبہ روضۂ اطہر پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سچی محبت رکھنے والے اپنے ناواقف بھائیوں کو متعدد کوتاہیوں اور غلطیوں میں مبتلا پایا۔ اسلئے اپنے زائرین بھائیوں کی رہبری کے لئے معتبر کتب فقہ سے استفادہ کر کے زیارت اقدس کا صحیح طریقہ اور آداب زیارت کے ضروری مسائل کو عام فہم اردو میں جمع کر دیا تاکہ زائرین کرام زیارت اقدس کے فیوض و برکات سے اچھی طرح مستفیض ہو سکیں اور ہر قسم کی بے ادبیوں اور غلطیوں سے محفوظ رہیں۔

احقر دُعا جو

محمد صدیق غفر لہٗ و لوالدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربار نبوی میں حاضری کے

آداب و فرائض

اللہ کے مقدس گھر کے دیدار سے مشرف ہو کر حج کے مبارک فرض سے سبکدوش ہونیکے بعد سارے گناہوں سے پاک و صاف ہو کر اب زندگی کی دوسری عظیم الشان سعادت یعنی سرکار دو عالم کے روضۂ اقدس کی مبارک زیارت کے لئے مدینہ منورہ کی طرف آپ روانہ ہو رہے ہیں، ہاں اس دیار پاک کی طرف تشریف لیجا رہے ہیں. جہاں اہل اسلام کی آنکھوں کے نور اور دلوں کے سرور یعنی۔ سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں. اس مبارک شہر کی طرف جہاں کی خاک پاک ظاہری و باطنی امراض کے لئے شفا ہے، اور جہاں کی سرزمین پر چلنا گناہوں کے کفارہ کا باعث ہے.

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است ∴ اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است ∴ آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

(یعنی مدینہ منورہ کی خاک دونوں جہان سے خوشگوار ہے، دراصل کتنا پیارا ہے وہ شہر کہ جہاں محبوب موجود ہو، مسلمانوں کے دلوں میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبوب مقام ہے اور
ہماری آبرو بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی میں ہے)
اور کیوں نہ ہو جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم دونوں جہان میں ہماری سُرخروئی
اور سرفرازی کے باعث ہیں ؎

محمد عربی کابروئی ہر دوسرا است :: کسے کہ خاک رہش نیست خاک بر سر اوست

(یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر دو عالم کی سُرخروئی ہے، اگر کوئی شخص اُن کے مُبارک راستہ کی خاک نہیں ہے تو اس کے سر پر خاک پڑے گی) لہذا حج ختم ہوتے ہی حجاج کرام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک دربار کی حاضری کے لئے کیوں بیتاب و بے چین نہ ہوں۔

مبارک ہو اے بیقرار مدینہ :: بلاوا ہے یہ اضطرار مدینہ
ہو ملے جلد اے رہگذار مدینہ :: بہت سخت ہے انتظار مدینہ
ہوائے مدینہ ہو بالوں کا شانہ :: ہو آنکھوں کا سُرمہ غبار مدینہ

اور دربار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی برکتوں اور فضیلتوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے خصوصاً جبکہ خود آقائے نامدار نے اپنی مبارک زیارت کے لئے اہل امت کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہو تو گناہگار غلام پیروں کے بجائے سر کے بل چل کر بھی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائے۔ تب بھی یہی کہا جائے گا۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے

بڑی دور سے شوق میں آرہا ہوں :: دکھا دے رخ اپنا نگار مدینہ

ج ادا کیا اور پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اسنے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔

سبحان اللہ! رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے بے شمار لطف وکرم کا یہ بھی ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ جن کم نصیب امتیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نورانی دور نصیب نہیں ہوا ہے ان کے لئے نبوی فیوض وبرکات کا یہ مقدس در تو آج بھی کھلا ہوا ہے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ دنیا میں دو عظیم الشان نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی لوگوں کو خبر بھی ہے، اور وہ ان کے قریب بھی ہیں۔ لیکن لوگوں کو ان کی قدر نہیں۔ ایک تو قرآن کریم ہے کہ جس کے ذریعہ حق تعالیٰ بندوں کو اپنی ہم کلامی کا شرف عطا فرماتا ہے اور لوگ ہیں کہ اس نعمت سے غافل ہیں، دوسری نعمت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک ہے جو مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے اندر جلوہ فرما ہیں، بیشک بدنصیب ہے وہ شخص جو صاحب حیثیت ہونے کے باوجود اس عظیم الشان سعادت سے اپنے آپ کو محروم رکھے، غور فرمایئے مذکورہ بالا حدیث شریف کے ان الفاظ پر۔

"اسنے گویا میری زندگی میں میری ملاقات کی"

اللہ اکبر! یہ زیارت کس ذات اقدس کی، اور کس گنہگار کو نصیب ہو رہی ہے۔ ذرا اپنے ظاہر و باطن پر ایک نگاہ ڈال لیں اور لمحہ بھر کے لئے اس پیکر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور کیجئے تو اس سعادت کا کچھ اندازہ ہو سکے گا، اور کون سا انسان ایسا ہے جو اس تصور محض سے لرز نہ اٹھے۔

حریم حبیب خدا اور ہم ہوں تصوّر سے بھی اسکے تھرا رہے ہیں

اور کس زبان سے وہ مبارک نام بھی کوئی گنہگار امتی لے سکتا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہو۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

(ہزار بار اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھوؤں پھر بھی آپ کا مبارک نام زبان پر لانا بے ادبی ہی ہوگی)

ہاں تو مدینہ شریف میں کس ذات پاک کی مبارک زیارت کی بشارت احادیث نبویہ میں مل رہی ہے۔ تاجدار مدینہ کی، دونوں جہاں کے سردار کی، شاہ کونین اور سرور کائنات کی۔ نبیوں کے سردار اور سرتاج کی، رحمۃ اللعالمین کی، اور صاحب لولاک کی جن کی شان میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰہَ (یعنی جس نے رسول کی فرمانبرداری کی اسنے اللہ کی فرمانبرداری کی) جن کا حقیقی اور محبوب رتبہ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں ظاہر فرما دیا ہے کہ

"اے پیغمبر کہدیجئے لوگوں سے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری ہی پیروی کرو کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے"

گویا حق تعالیٰ بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ زیارت اس محبوب خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم کی ہے۔ جن کی

ملاقات کا شوق خود ربّ العالمین کو بھی ہوا۔ اور جس کو ملاقات کے لئے آسمان پر بلا کر دنیا کو معراج کا عظیم الشان محمدی معجزہ بتلایا اور سدرۃ المنتہیٰ کے اس سب سے بلند اور نورانی مقام پر سرفراز فرمایا۔ جہاں کوئی نبی تو کیا حضرت جبریل علیہ السلام بھی داخل نہ ہو سکے، اور صاف الفاظ میں فرما دیا۔

اگر یک سرِ موئی برتر پرم ⁂ فروغِ تجلی بسوزد پرم

(اگر یہاں سے ایک بال برابر بھی آگے قدم بڑھاؤں تو تجلیِ الٰہی میرے بال و پر کو جلا کر خاک کر دے)

شب معراج عروج تو از افلاک گذشت ⁂ بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

(یعنی شب معراج میں آپ کی پرواز افلاک کی بلندیوں کو بھی پار کر گئی اور آپ اس مقام پر پہونچ گئے جہاں کسی نبی کی رسائی نہیں ہو سکی۔ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

اِس نُورانی زیارت کے بیش بہا اِنعام

تو یہ ہے عظمت اور تقدس اس مقدس زیارت کی جس پر دنیا بھر کی ساری دولتیں، راحتیں، بادشاہتیں، اور عظمتیں قربان ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس قدر مبارک یہ زیارت ہے اسی قدر اس کے ثواب اور انعام بھی بے شمار اور بے حد و بے حساب ہیں سُنئے حضور صلعم اس کے متعلق کیسی بشارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ:۔ ,,جو شخص میری زیارت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا،،

اللہ اکبر! اس انعام سے بھی بڑھ کر بھلا کوئی انعام ہو سکتا ہے اور اس سعادت سے بھی بڑھ کر کوئی خوش نصیبی ہو سکتی ہے. پھر ایک بار غور فرمائیں کہ یہ جلال وجمال والا پڑوس کہاں اور کیسے نصیب ہونے کی خوشخبری ہے ہاں اسی ذات اقدس کا کہ حق تعالیٰ کے بعد جن سے بڑھ کر اور کوئی بزرگ و برتر نہیں ہے،

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو آپ کی عظمت اور رتبہ کی بلندی کوئی کیا بیان کر سکتا ہے، الغرض اتنا سمجھ لیں کہ حق تعالےٰ کے بعد اگر کوئی بزرگ ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات پاک ہے اللہ کے مقبول بندے اور اولیائے کرام بھی کیا اسی نورانی اور نبوی پڑوس کے لئے زندگی بھر کوشش اور تمنا نہیں کرتے رہے ہیں؟

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت میرے اوپر واجب ہوگئی"

میدان حشر میں جبکہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا کوئی کسی کا نہ ہوگا، نہ باپ بیٹے کا، نہ اولاد ماں کی، نہ بھائی بہن کا. نہ مرد عورت کا. اور جب بڑے بڑے پیغمبر بھی اپنی ہی فکر میں لرزہ براندام ہوں گے. وہاں گناہوں سے لبریز امتیوں کو قیامت کی ہولناک عذاب سے اگر کوئی چیز نجات دلا کر رحمت الٰہی کے سایہ تلے لا کھڑی کر سکتی ہوگی تو وہ صرف شافع محشر صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہوگی،

حشر میں امت عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا

بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا.

شفاعت کی یہ جلیل القدر نبوی نوازش کی قدر تو زیادہ واضح طور پر اسی وقت سمجھ میں آسکتی ہے، جبکہ روز محشر کا ایک تصور ہم اپنے ذہن میں قائم کریں، صرف مہینہ یا دو مہینہ یا سال بھر کے لئے نہیں بلکہ پورے پچاس ہزار سال تک چلچلاتی دھوپ میں کھڑا رہنا پڑیگا کہ آفتاب سر کے اوپر سوا نیزے پر ہوگا اور عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ہر ایک شخص اپنے گناہوں کے برابر پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ اور بجز حوض کوثر کے اور کہیں پانی نہ ہوگا۔ اور یہ کس قدر خوبی اور خوشی کی بات ہے کہ حوض کوثر کا مختار بھی حق تعالیٰ نے محشر کے سردار اور مدینہ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بنا دیا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک میں ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

(یعنی اے پیغمبر ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا)

آج بھی جب ایک انسان کے لئے چند لمحے کسی ایسی جگہ ٹھہرنا ناقابل برداشت اور تکلیف دہ ہے جہاں تیز دھوپ ہو، زمین سنگلاخ ہو اور سایہ یا پانی کا کہیں نام و نشان نہ ہو تو قیامت کے دن کی ہولناک اور لرزا دینے والی مشکلات کا پوچھنا ہی کیا۔ اس کے تو محض تصور ہی سے ایک گنہ گار امتی اس طرح کیوں نہ پکار اٹھے۔

رہوں میں سایۂ دامان پاک لطف احمد میں سوا نیزے پہ جس دن یا خدا مہر قیامت ہو۔

مذکورہ بالا تشریحات سے یہ حقیقت بھی انشاء اللہ واضح ہو گئی ہوگی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے روضہ کی زیارت کے لئے جو تاکید فرمائی ہے، وہ بھی بیشک سب امت کے حق میں آپ کا ایک عظیم الشان احسان ہی ہے، یہ تو بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ

جب آپ کی رحمت ساری عالم کے لئے عام ہو تو خاص اہل ایمان کے لئے آپ کی محبت اند شفقت اور رافت و رحمت کس قدر زیادہ ہوگی۔ اور اس حقیقت کا اظہار تو خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

"بیشک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو انھیں بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے تمہاری بھلائی کے لئے وہ بیتاب ہیں اور اہل ایمان کے لئے بیحد رحم دل اور مہربان ہیں"

تو ایسے سراپا رحمت و نعمت اور ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان و محبوب آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ نبوت پر حاضر ہو کر صاحب حیثیت ہونے کے باوجود اپنی محبت اور عقیدتمندی پیش نہ کرنا ظلم اور بے مروتی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور یہ بھی سن لیجئے کہ ایسے بدقسمت امتی کو خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بے مروت ہی فرمایا ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے۔

"جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کے لئے نہ آیا تو اسنے میری ساتھ بے مروتی کی"

آہ کون ایسا بدنصیب مسلمان ہوگا کہ باوجود قدرت رکھنے کے اپنے آپ کو بے مروت کہلوائے اور وہ بھی سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے؟ کیا اسلام اور قرآن پاک جیسی عظیم الشان اور بے مثل نعمتیں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی کے طفیل اور صدقہ میں ایمانداروں کو نصیب نہیں ہوئیں؟ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے حق میں ایمان دار امتیوں کی نشانی اور کیا ہونی چاہیئے، اس کو بھی حق تعالیٰ نے کلام پاک میں ان موثر الفاظ میں واضح فرما دیا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ

نبی کے ساتھ اہل ایمان کا تعلق اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب کا ہے اور خود حضورؐ نے بھی اس سب سے قریب ترین رشتہ کی ان الفاظ میں تشریح فرمائی ہے۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسکے نزدیک اسکے باپ اور بیٹے اور ساری مخلوق سے یہانتک کہ اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہو جاؤں"

اس حقیقت کی مزید وضاحت کلام پاک کی ایک دوسری آیت میں اس انداز میں پائی جاتی ہے،

"اے پیغمبرؐ آپ ان سے کہدیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہارا وہ مال جو تم نے کمایا ہے، تمہارا وہ دھندا جس میں تمہیں کساد بازاری کا اندیشہ ہے اور تمہاری وہ کوٹھیاں جو تمہیں پسند ہیں، یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ سے اور اسکے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری اور عزیز ہوں تو پھر ہماری کسی سزا کے حکم کا انتظار کرو کیونکہ اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اللہ اکبر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اہل اُمت کی محبت کی حقیقت کا عالم جہاں یہ ہو، وہاں کتنے مرتبہ روضۂ اقدس کی زیارتیں ہونی چاہئیں اور کیوں اس زیارت کو صرف حج ہی کے ساتھ متعلق کردیا جائے کہ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے جب وہ ادا کرنے جائیں گے تو ساتھ ہی مدینہ منورہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو جائیں گے۔

یوں تو یہ خیال بھی بہت مبارک ہے کیونکہ حج فرض ہونے کی حیثیت سے تو پہلے ہی ادا کرلینا چاہئیے اور وظیفہ کی ادائیگی کے ذریعہ گناہوں سے پاک و صاف ہو کر روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے دربار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کی برکتیں اور فضیلتیں مذکورہ بالا احادیث میں گزر چکی ہیں۔ لیکن رب العالمین جل شانہٗ کے اور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے بیحد و بے حساب احسانات کو دیکھتے ہوئے کیا یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ دربار الٰہی اور دربار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضریاں ایک بار نہیں متعدد بار ہوتی رہیں۔ خصوصاً جبکہ ان مبارک حاضریوں میں اپنے ہی بے شمار دنیوی و اخروی فوائد سمائے ہوئے ہیں۔ اور حقیقی محبت کا بھی کیا یہ تقاضا نہیں کہ اگر حق جل شانہٗ نے اپنی لئے ممکن اور آسان کر دیا ہو تو محبوب کی زیارت بار بار ہوتی رہے۔ اتنا تو سوچئے کہ اگر کسی رشتہ دار یا دوست یا مرشد یا مربی کی محبت اور عقیدت کا آپ دعویٰ کرتے ہیں تو سال بھر میں اُن سے ایک ہی بار ملاقات کر کے آپ قناعت کر لیں گے یا عید ملنے کے بہانے سال میں ایک مرتبہ مل کر ایسا سمجھیں گے کہ محبت اور دوستی کا حق ادا ہو گیا۔ یا پھر ملاقات کے لئے آپ پر شوق اور بے چینی کی حالت یہ ہونی چاہئے کہ

رات دن میں ہوں اور ہو پہلوئے دوست :: دوست دیکھے سوئے دل میں رہے دوست

بیٹھ کر دن رات ہم پہلوئے دوست ∴ جذب سب کر لوں میں رنگ و بوئے دوست

البتہ ایسے قریبی رشتہ دار کے لئے آپ ضرور وقت نکال کر بغیر کسی تکلیف یا دشواری کا خیال کرتے ہوئے اس سے بار بار ملتے رہیں گے، تو پھر، جو دونوں جہان کے محبوبوں کے محبوب ہوں اور حق تعالیٰ کے حبیب ہوں، تو کیا یہ پسندیدہ اور مرغوب نہیں کہ حضور کی زیارت کے لئے بارہا سفر اختیار کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کی غرض سے خدمت اقدس میں حاضری دی جائے؟ کیا دربار الٰہی اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک امتی کا یہ ذوق و شوق زیادہ مقبول اور پسندیدہ نہیں شمار کیا جائے گا؟ عقل اور انسانیت ہی کا یہ تقاضا نہیں بلکہ حق جل شانہ کے دربار میں یہ فعل کس قدر پسندیدہ ہے، وہ کلام پاک کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

"اور ان لوگوں نے جب اپنی جانوں پر ظلم کیا اس وقت اگر تمہارے
پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے اور رسول بھی
اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بے شک
نہایت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بیحد مہربان پاتے"

گنہ گاروں کو گویا حکم ملا ہے کہ اپنے پروردگار سے معافی چاہیں لیکن محض اپنے گھر بیٹھے بٹھائے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اور آپ سے بھی اپنے حق میں مغفرت کی دعائیں کرائیں۔ شائد کسی کو یہ خیال گذرے کہ اس آیت کریمہ کا تعلق اس نبوی دور حیات کے لوگوں کے ساتھ ہے جب آپ اس دنیا میں رونق افروز تھے، یہ نہیں بلکہ آج بھی اگر کوئی انسان خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مذکورہ بالا ارشاد

ربانی پر عمل کرنا چاہے تو اسکے لئے بھی ابھی سعادت اور فضیلت کا دروازہ کھلا ہوا ہے بالفاظ دیگر یہ حقیقت حضورؐ کی دنیوی زندگی ہی سے متعلق نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے، کیونکہ آپ حیات النبیؐ ہیں۔ قبر شریف میں آپؐ ایسی لطیف اور نور سے بھری ہوئی زندگی بسر کر رہے ہیں جو عقل انسانی اور تصوّر سے بالاتر ہے،

زائرین کو آپؐ پہچانتے ہیں، ان کے سلام و کلام کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں، اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی فرماتے ہیں، اس کے ثبوت میں متعدد تاریخی واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں، لیکن یہاں صرف ایک دو مشہور واقعات ہی نقل کئے جاتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی مشہور شہرہ آفاق کتاب میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے محمد بن حرب بلالی کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ

"میں قبر شریف کی زیارت کے بعد ذرا بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی بھی زیارت کے لئے آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں یہ بھی فرمایا ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا [1] میں اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، حق تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور پروردگار کے حضور میں شفاعت کی آپ سے درخواست کرتا ہوں"

---

[1] اس پوری آیت کا ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

اتنا کہہ کر وہ اعرابی خوب رویا اور یہ شعر پڑھا۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

"میری جان قربان ہو اس قبر پر کہ جس میں آپ آرام فرما ہیں۔

اس میں پاکیزگی ہے اور لطف و کرم ہے۔

محمد بن حرب کہتے ہیں کہ اعرابی تو وہاں سے چلا گیا اور مجھے نیند آگئی، خواب میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس اعرابی کے پاس جا کر بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف فرما دیے۔

اسی طرح حافظ ابو عبد اللہ اپنی کتاب مصباح الظلام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے تیسرے دن ایک اعرابی آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور قبر شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالتے ہوئے عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! جو کچھ آپ نے اللہ سے سنا وہ ہم لوگوں نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ کے پاس سے اخذ کیا وہ ہم نے آپ کے پاس سے سیکھا، اور جو آیتیں آپ پر نازل ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا الخ تو یا رسول اللہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، لہذا آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے، اتنا عرض کرنا تھا کہ قبر اطہر سے آواز آئی۔

قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یعنی اللہ نے تجھے بخش دیا،

دربار رسالت مآب میں کسی اجنبی کا خاص طور پر آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہونا کس قدر مرغوب ہے، وہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہے :-

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری زیارت کے
لئے آئیگا اور بجز میری زیارت کے اس کی دوسری غرض نہ ہوگی
تو اس کا حق تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ میں اسکی شفاعت کروں"

علاوہ ازیں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف صالحین بھی روضۂ انور کی مقدس زیارت کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ اور بارہا صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے خدمت اقدس میں دور دور سے حاضر ہوتے تھے، اور بزرگوں کو تو مدینہ منورہ سے ایک لمحہ بھر کی جدائی بھی شاق گذرتی تھی، مثال کے طور پر امام دارالہجرت حضرت مالک بن انس رضہ کے متعلق تو مشہور ہی ہے کہ آپ حج کے لئے بھی مدینہ شریف سے باہر نہ نکلتے تھے کہ مبادا مدینہ طیبہ سے باہر ہی کہیں موت نہ آجائے۔ ساری زندگی میں صرف ایک بار فریضۂ حج ادا کیا اس کے سوا عمر بھر مدینہ منورہ ہی میں رہے، اور وہیں وفات پائی، سچ فرمایا ہے کسی بزرگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اگر آسمان پر بھی ہوتا تو مومنین وہاں پہونچنے کی بھی خواہش کرتے اور سچے عاشقوں کا تو یہی حال ہے کہ:۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری ؛ گو ملک و مال و خویش و وطن سب جدا ہوئے
قابل تھے نار کے ہمیں جنت ہوئی نصیب ؛ اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

حضورؐ کا صریح ارشاد ہے

"میری امت میں سے جو شخص بھی صاحب حیثیت ہونے کے باوجود
میری زیارت نہ کرے گا تو اسکے لئے کوئی بہانہ نہیں"

آقائے نامدار کی اس سخت تنبیہ کے بعد بھی اگر کوئی امتی عذر تلاش کرتا پھرے تو اس

جیسا بدنصیب اور کون ہو سکتا ہے، دنیا بھر کے عیش و آرام اور رنگ رلیاں اور دولت و ثروت خواہ کسی کو حاصل ہو، لیکن دنیا میں رہ کر زیارت اقدس کی دولت جو حاصل نہ کر سکا تو اسکے سوا اور کیا کہا جائے کہ

نہ دیکھا روضۂ اقدس کو جا کے تو اسنے کیا کیا دنیا میں آ کے

سچی بات تو یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارے عشق و محبت کے دعوے کیسے ہی کیوں نہ ہوں، مگر وہ سارے فقط دعوے کی حد ہی تک ہیں، اسلام کے ایک پایۂ ناز عاشقِ رسولؐ حضرت قاضی عیاضؒ نے محبت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو محبوب کو دوسری ساری چیزوں پر ترجیح دیتا ہے، یہ ہے مفہوم محبت کا۔ ورنہ وہ محبت محبت ہی نہیں محض محبت کا دعویٰ ہے۔ بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی سب سے شاندار علامت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں پیروی کی جائے، آپکے احکام کی تعمیل کی جائے، آپ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ آپ کے اقوال و افعال کی اطاعت کی جائے۔ اور آپ کے احکام کی بجا آوری کا خیال رکھا جائے، اور آپ کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے کتنے ایسے ہیں جو محبت کے اس صاف اور سیدھے معیار پر اتر سکیں۔ کتنے ایسے ہیں جو زندگی کے تمام شعبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت حقہ کی پیروی کرتے ہیں، کتنے ایسے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی کچھ بھی خبر ہو،

پھر کتنے ایسے ہیں جو گفتار و کردار میں، وضع قطع میں اور چال ڈھال میں غیر اسلامی طریق کو محمدیؐ طریقہ کے خلاف اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آیئے اب شاعر ملت ڈاکٹر اقبال مرحوم کے الفاظ میں دریافت کریں۔

× کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختارؐ　　مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار　　ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

ان سوالات کا جواب بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ

× قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں　　کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تجھے پاس نہیں۔

محبوب کی محبت اور خوشنودی اس کی مرضی کے مطابق چلنے میں ہے، اور اسکی مرضی کے خلاف عمل کرنے میں اس کی دلآزاری اور ناراضگی ہے۔ لہذا اب جبکہ حق تعالیٰ اپنے پیارے محبوبؐ کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع عطا فرما رہا ہے تو اسے غنیمت سمجھ کر آنحضرتؐ کے کم از کم ظاہری ترک لحاظ کرتے ہوئے ابھی سے اپنے اندر آپؐ کے فرمانبردار اور وفادار اُمتی کی شان پیدا کرنے کی کوشش کریں، آج ہی سے آپؐ کی اتباع سنت کا عزم کریں اور اس مبارک سفر کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کا موجب بنائیں۔ اور خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی ہونا چاہیئے کیونکہ مدینہ منورہ سے کوئی عظیم الشان تحفہ اگر آپ لا سکتے ہیں تو وہ اتباع سنت اور عشقِ رسولؐ ہی ہے۔

× قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

روانگی

اس مبارک سفر کی سب سے عمدہ عبادت درود شریف ہے، جس کے فیوض و برکات خصوصاً زیارت نبوی ﷺ کے اس سفر میں روز روشن کی طرح ظاہر ہیں، لہذا نماز و دیگر ضروریات زندگی سے جس قدر وقت بچے وہ، درود شریف میں صرف کیا جائے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی ہے کہ مدینہ منوّرہ جانیوالوں کے درود وسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتی رہے، یہ فرشتے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ فلاں اُمتی جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے، اسنے درود وسلام کا یہ تحفہ خدمت اقدس میں پیش کیا ہے۔

سبحان اللہ! کیا سعادتِ عظمیٰ ہے کہ پہونچنے سے پہلے ہی کسی اُمتی کا نام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش ہو جائے، اور گنہ گار اُمتی بزبان حال والہانہ انداز میں گنگنانے لگے کہ

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں   بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مکہ معظمہ سے جدہ ہو کر مدینہ منورہ جایا جاتا ہے، اور اس سفر کی مسافت تقریباً پونے تین سو میل ہے، جو آج کل پختہ سڑک بن جانے کی وجہ سے بذریعہ موٹر منزلیں کرتے ہوئے دس بارہ گھنٹے میں طے ہو سکتی ہے۔

اب جو نئے قسم کے موٹر بس آئے ہیں، وہ بہت عمدہ اور آرام دہ ہیں، ان میں

۲۵، ۳۵ اور ۵۴ نشستوں والے بس ہیں، کرایہ آمد و رفت فی کس ۱/۱۰۱ ریال ہیں (یعنی ۱/۱۱ مکہ سے جدہ اور ۹۰ ریال جدہ سے مدینہ منورہ کا) پانچ سواریوں والے چھوٹے موٹر اور سات سواریوں والے موٹروان (ٹیکسی) بھی عمدہ قسم کے موجود ہیں، کرایہ ان کا ۱/۲۰۲ ریال فی کس ہے (۱/۲ ۲۲ مکہ سے جدہ اور ۱۸۰ جدہ سے مدینہ منورہ) ہوائی جہاز کے ذریعہ بھی مدینہ منورہ سوا گھنٹے میں پہونچ سکتے ہیں کرایہ آمد و رفت ۱۸۰ ریال ہے لوگ کثرت سے ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں۔

پہلے حجاج کے لئے بدر شریف کی زیارت ممکن نہ تھی، کیونکہ مدینہ منورہ سے اس مبارک مقام تک مسافت بہت صبر آزما تھی اور راستہ بھی بہت کٹھن تھا، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ پچھلے سال سے وہاں کا راستہ کھل گیا ہے اور حجاج کرام مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لیجائیں گے تو راستہ میں بدر شریف بھی انھیں ٹھہرنا ہوگا۔ جہاں وہ اطمینان سے رات گذار کر اس مبارک اور نورانی مقام کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکتے ہیں بدر شریف سے باہر نکلتے ہوئے راستہ ہی میں حضرت ابوذر غفاری رضؓ کا مزار بھی ایک پہاڑی کے دامن میں عالم تنہائی میں ٹھیک اسی نبویؐ بشارت کے مطابق دیکھنے والے آج بھی دیکھ سکتے ہیں، جبکہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضؓ کے متعلق یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ تم تنہائی میں زندگی بسر کروگے اور تنہائی میں اس دنیا سے رخصت ہوگے اور میدان حشر میں تنہا اٹھائے جاؤگے۔

وہاں سے تھوڑی دور سڑک کے بائیں جانب حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ آرام

فرما ہیں جو بدر کے شہداء میں سب سے پہلے شہید ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہیں سپرد خاک کردیے گئے۔ جہاں شہید ہوئے مذکورہ دونوں مزار جس مقام میں واقع ہیں۔ اسے واسطہ کہتے ہیں۔

بدر شریف :- مدینہ منورہ کے دکھن پچھم طرف تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر بدر کا مبارک میدان ہے، یہ وہ تاریخی یادگار ہے جہاں اسلام کی سب سے پہلی جنگ ہوئی تھی، اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ۳۱۳ مجاہدین تھے۔ اور مقابلہ میں کفار ایک ہزار کی تعداد میں تھے۔ اللہ کی شان ہے کہ مسلمانوں کو اس میں شاندار فتح نصیب ہوئی اور کافروں کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی، اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فوج ظفر موج میں سے صرف ۱۲ مجاہدین شہید ہوئے اور دشمنوں کے لشکر میں سے ۷۰ نفر تو گرفتار ہوئے اور متعدد بڑے بڑے سردار موت کے گھاٹ اتار دیے گئے جن میں مسلمانوں کا سب سے سخت دشمن ابوجہل بھی شامل تھا، یہ جہاد ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی سترہویں کی صبح کو ہوا، بدر کے مقدس شہدا ر کے مزار ہیں ایک خاص احاطہ میں آج تک موجود اور محفوظ ہیں۔

امسال یہ خوشخبری موصول ہوئی ہے کہ بدر شریف کا جو نیا موٹر کا راستہ بنا ہے وہ بدر شریف سے ہوتا ہوا جاتا ہے، لہٰذا اب حجاج کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شہدا بدر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مقدس زیارت سے مشرف ہوتے جائیں پہلے یہ ممکن نہ تھا۔

جدہ سے مدینہ منورہ تک راستہ میں یہ منزلیں آتی ہیں :-

دقبان، طویل، رابغ، بدر شریف، مسجد بیر علی، ان میں رابغ، بدر اور مسجد بڑی منزلیں ہیں۔ طویل اور رابغ میں تازہ مچھلیاں ملتی ہیں اور یوں تو ہر منزل پر گوشت مچھلی، انڈے روٹی، چائے، تربوزہ وغیرہ بھی کھانے پینے کی اشیاء مل جاتی ہیں، باوجود اسکے مختصر طور پر اپنے ساتھ بھی کھانے کی کچھ چیزیں یا ڈبوں میں بند کئے ہوئے بسکٹ وغیرہ ہوں تو اور بہتر ہے منجملہ اور ضروریات کے احرام بھی ضرور ساتھ لے لیں۔ کیونکہ مکہ معظمہ اگر واپس لوٹنا ہے تو احرام کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو لوگ صاحب حیثیت ہوں، منزلوں پر نیز مدینہ منورہ میں خیرات کے لئے کچھ رقم ساتھ لے لیں۔

یہ طویل پر صبح کے نکلے ہوئے قافلے عموماً ظہر تک پہونچ جاتے ہیں۔ نماز ظہر اور کھانے سے فراغت پاکر تھوڑے سے آرام کے بعد آگے بڑھتے ہیں۔ منزلوں پر غربا اور مساکین بھی ہوتے ہیں، بہتر طریقہ یہ ہے کہ انھیں ایک جگہ بٹھا کر جو کچھ دینا ہو وہ ایک سرے سے تقسیم کرتے چلیں۔

منزلوں کے قریب یہ مساکین موٹروں کے دائیں بائیں دوڑتے ہیں، اور حجاج ان کی طرف قرش، ریال اپنی اپنی حیثیت کے مطابق چلتے موٹر میں سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈالتے ہیں اور اس طرح ایک لطف محسوس کرتے ہیں۔ اور فقرا ہیں کہ ان کے اڑائے ہوئے سکوں کو خوب نگاہ میں رکھ کر ریت میں سے نکال لیتے ہیں۔

رابغ پر اکثر رات کا قیام ہوتا ہے، اب چونکہ بدر شریف راہ میں پڑتا ہے۔ اسلئے رات اسی مبارک مقام پر گذارنا زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

بیرِ عروہ سے ذرا پہلے بیرِ علی ہے، جو مدینہ شریف کی آخری منزل ہے، جسے ذو الحلیفہ کہتے ہیں یہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانے والوں کے لئے میقات ہے، جہاں سے احرام باندھنا ہوتا ہے، اور اسی مقام سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا اکثر حجاج بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کے شوق میں یہیں سے احرام باندھا کرتے ہیں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے احرام میں داخل نہ ہو سکے تو آگے چل کر رابغ پر باندھ سکتا ہے، جو جحفہ کی محاذ میں ہے۔ اور جحفہ اہل مصر اور اہل بدر کی میقات ہے۔

جمالِ گنبدِ خضراء :- بیرِ علی سے مدینہ منورہ تقریباً بیس میل رہ جاتا ہے تاہم یہیں سے گنبد خضرا ء نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے اس گنبد کے اطراف میں اس سے زیادہ بلند اونچی عمارتیں ہیں۔ لیکن حیات النبی ؐ کا یہ بھی ایک زندہ جاوید معجزہ ہے کہ جس سمت سے بھی آپ دیکھیں گنبد خضراء سب سے بلند اور اونچا نظر آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ اور موزوں تھا مجلس میں طول طویل قد کے اصحاب موجود ہوتے۔ مگر آپ کا قد مبارک اعجاز پیغمبری کی بنا پر سب سے اونچا نظر آتا۔ اب یہی معجزہ گنبد خضراء کی بلندی میں نظر آتا ہے، کہ بلند ترین عمارتیں بھی فرط ادب سے نیچی نظر آتی ہیں۔ تو اب مدتوں کی آرزو اور تمنا آج بر آرہی ہے۔

ے اللہ اللہ سامنے آنکھوں کے ہے آنکھوں کا نور :: گنبد خضراء جہاں آرام فرما ہیں حضورؐ
ہوش گم ہے عقل گم ہے بیخودی ہے کیف ہے :: ایک جلوہ ہے نظر میں بھر رہے لاکھوں سرور

اس کے جلووں کی فراوانی کا عالم کچھ نہ پوچھ :: کوندتی ہو جس پہ آنکھوں پھر آ کر برقِ طور
آنکھ ڈالو یہ محل ہے عرش کے مہمان کا :: کیوں نہ اس کے سامنے شرمائیں جنت کے قصور

اس ایمان پرور نظارہ سے عشاق کا عجیب حال ہوتا ہے، گنبد مبارک پر نظر پڑتے ہی اُن پر ایک رقت اور کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اور بے ساختہ صلوٰۃ و سلام ان کی زبان پر اشک فشانی کے ساتھ ہی ساتھ جاری ہو جاتے ہیں وہ تو گویا مجسمۂ اشتیاق بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے ان اشعار کے جو اسی مبارک مقام پر اُن کے ذہن اور زبان سے ایک عاشقانہ انداز میں ادا ہوئے تھے۔

کلفتِ قطعِ منازل ہوئی کافور ہے آج :: اب مدینہ سے جو نزدیک تو سب دور ہے آج
آرزوہائے دو عالم تھیں اور اک دل کل تک :: فقط اک تیری تمنا سے وہ معمور ہے آج
سنگِ در تک تو پھر کیف رسائی بخشی :: دیکھوں کیا کیا مرے سرکار کو منظور ہے آج

بابِ عنبریہ مدینۃ الرسول میں داخلہ کا بڑا دروازہ۔ اللہ کے پیارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے مدینہ میں اب آپ داخل ہو رہے ہیں، اب دروازہ نکال دیا گیا ہے صرف چوکی باقی ہے، سچ ہے ؎

معطر کئے دیتی ہے جان و دل کو :: ہوائے خوش مشکبارِ مدینہ
خوشا زندگانی کوئے محمدؐ :: شہ دو جہاں شہریارِ مدینہ

اس بڑے دروازہ پر آپ کے پاسپورٹ دیکھے جاتے ہیں اور مکہ معظمہ کے معلم کی پیشگی اطلاع کی بنا پر مدینہ منورہ کے آپ کے مزور بھی یہیں آپ کے استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں، لہذا پاسپورٹ بھی موجود رکھیں اور مزور کا نام یاد رکھیں۔

یہاں پر موٹر تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرایا جاتا ہے اور پاسپورٹ کی جانچ پڑتال کے بعد آپ کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے

باب عنبریہ کے قریب ہی مدینہ منورہ کا قدیم حجاز ریلوے اسٹیشن ہے، جہاں سے ترکوں کے زمانہ میں لوگ شام اور عراق وغیرہ دیگر اسلامی مقامات سے آیا جایا کرتے تھے۔

ابتک اس زمانہ کی پٹری اور ریل کے ڈبے بھی موجود ہیں لیکن افسوس کہ جس زمانہ سے یہ ریلوے لائن بند پڑی ہوئی ہے۔ ابتک وہ جاری نہیں کی جا سکی ہے بہر حال اسے دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب

ذرا آگے بڑھیں تو داہنی طرف کی گلی میں ..... مسجد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نظر آئے گی۔

اس کے آگے سیدھے چلے جائیں تو بازار کے چوراہے پر یہ مسجد غمامہ دکھائی دے رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز یہیں اسی جگہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

وہیں قریب میں مسجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہے اور اسی کے سامنے مسجد نبوی کی طرف جانے کا راستہ پڑتا ہے۔ مسجد علی رضہ کے بائیں طرف مدینہ شریف کا دوسرا دروازہ ہے جسے باب مصری کہتے ہیں، یہاں سے ایک بڑا بازار شروع ہوتا ہے جس میں سونا چاندی سے لے کر تسبیح وغیرہ اشیاء ملتی ہیں۔

ذرا آگے بڑھ کر شارع عینیہ میں داخل ہوں تو بالکل سامنے مسجد نبوی کا باب السلام والا حصہ نظر آتا ہے۔ یہاں نماز فجر اور عصر کے بعد غریب برقعہ پوش

عرب عورتیں انڈے، مرغیاں وغیرہ فروخت کرنے آتی ہیں۔

مسجد نبوی

مسجد نبوی کے پانچ قدیم دروازے تھے، جو خاص طور سے تاریخی عظمت واہمیت رکھتے ہیں۔ اب نئی سعودی توسیع میں دس کر دیئے گئے ہیں (صفحہ اوّل پر ملاحظہ ہو)

(۱) باب جبرئیل ۲۔ باب النساء ۳۔ باب مجیدی ۴۔ باب الرحمۃ ۵۔ باب السلام مکہ میں مسجد الحرام کے اندر تو باب السلام سے داخل ہونا افضل ہے۔ لیکن زیارت اقدس کے لئے مسجد نبوی میں باب جبرئیل ہی سے داخل ہونا بہتر ہے۔

خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ وخیرات کر دیں اور اس کا ثواب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پہونچائیں۔ داخل ہوتے وقت داہنا پیر پہلے رکھیں، اور یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ط اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ :۔ اے اللہ درود و رحمت نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔ اے اللہ بخشدے میری گناہوں کو اور کھول دے میرے لئے رحمت کے دروازے۔ اے نبی! اللہ تعالیٰ کا سلام اور اسکی رحمت و برکت ہو آپ پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔

جس کو یہ دعا یاد نہ رہ سکے، تو داخل ہوتے وقت اتنا کہہ دینا کافی ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

جب داخل ہوں تو نہایت تواضع و انکساری کے ساتھ اور سب سے زیادہ اس جلال و جبروت والے اور عظیم الشان دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری عظمت و ہیبت سے دل کو لبریز کئے ہوئے۔ اس عالیشان دربار میں اس امر کا خاص لحاظ و اہتمام رہے کہ کوئی بیہودہ یا خلاف ادب حرکت نہ ہونے پائے۔ سچ کہا ہے کسی نے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

اللہ کے دربار میں پہلے دیوانہ بنیں، مجنوں کی طرح اس کے مقدس گھر کا طواف کریں۔ کبھی ملتزم کو چمٹیں اور کبھی حجر اسود کو بوسہ دیں کبھی غلاف کعبہ کو لپٹیں اور کبھی کعبہ کی چوکھٹ کو چومیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایسی کوئی حرکت نہ کریں اور خبردار رہیں کیونکہ جب دربار الٰہی کی پہلی شرط اس طرح مجنوں بننے کی ہے ؎

شرط اول قدم آن ست کہ مجنوں باشی

تو پیغمبری دربار کے لئے اس کا ضرور خیال رکھیں کہ ؎

خموش اے دل درِ اقدس پہ چلّانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

عشق محمدی کے کتنے ہی سچے شیدائی تو اس مقدس دربار کے جلال و جمال سے بیتاب و بیخود ہو جاتے ہیں، ان کی روحانی بصیرت کیسے کیسے نورانی جلوؤں کا مشاہدہ کر لیتی ہے

ان کے ہر بُن مو سے عشق و محبت کا دریا موجزن ہوتا ہے۔ ان کے قدم اس کوچۂ عشق میں لڑکھڑانے لگتے ہیں، اور تڑپتے دھڑکتے ہوئے دل سے گویا یہ کہتے ہیں

حریم حبیب خدا ؐ اور ہم ہوں
تصور سے کبھی اسکے تھرا رہے ہیں

اور اس بیتابی و بے خودی کی حالت میں ثابت قدم رہنے کے لئے گویا وہ اس طرح ہمت طلب کرتے ہیں

ہاتھ سے میرے چلا دامان ضبط اے جلوہ گر
کچھ تو ہمت دے مرے دل کے سنبھلنے کے لئے

اس طرح باب جبرئیل سے داخل ہو کر قبر مبارک کی پشت سے ہوتے ہوئے روضۂ جنت میں آئیں۔ ”روضۂ جنت“ مسجد کا اس حصہ کو کہتے ہیں جو قبر شریف اور منبر کے درمیان ہے روضہ کے معنی عربی میں باغ کے ہیں، اس حصہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ترجمہ:۔ میرے گھر اور منبر کے درمیان جو زمین ہے، وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

محراب نبوی ؐ بھی اسی روضۂ جنت کے اندر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی محراب میں امامت فرمایا کرتے تھے، آپ بھی اس محراب کے سامنے آکر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں، پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا بہتر ہے، اگر ہجوم کی وجہ سے محراب نبوی ؐ میں جس کو مصلّی نبوی کہتے ہیں، جگہ نہ مل سکے تو

اس کے قریب جہاں جگہ ملے وہاں پڑھ لیں۔ اگر محراب کے قریب بھی جگہ نہ ملے تو روضۂ جنت میں جہاں کہیں بھی کھڑے ہو کر تحیۃ المسجد ادا کریں، لیکن ہرگز کسی کو اذیت نہ پہونچائیں نہ کسی کے ساتھ اس دربار میں جھگڑا کریں۔ نماز ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ اور صمیم قلب سے اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس مبارک آستانے پر حاضری نصیب ہوئی۔ اور اس مقدس دربار کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھنے کی نیک توفیق طلب کریں۔ مسجد میں داخل ہونے پر اگر نماز کا کوئی مکروہ وقت ہے تو تحیۃ المسجد نہ پڑھیں۔ اور اگر ایسے وقت داخل ہوں کہ جماعت تیار ہے تو جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اور اگر جماعت میں اتنی دیر ہے کہ صرف سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں تو تحیۃ المسجد نہ پڑھیں سنتیں ادا کر لیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں تحیۃ المسجد بھی اسی ضمن میں ادا ہو جائے گی۔ نماز اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد نہایت تواضع اور عجز کے ساتھ قبلہ کی طرف سے ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی غرض سے قبر شریف کے سامنے آئیں اور اس طرح با ادب کھڑے ہوں کہ آپ کی پشت قبلہ کی طرف ہو اور رُخ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف۔ یہاں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں جلیل القدر خلفاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی روضہ میں اپنی اپنی مبارک قبروں میں آرام فرما ہیں۔

اس روضہ مبارک کے اردگرد ایک جالی ہے۔ اس کے باہر زائرین کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔ لہذا اس جالی میں نشان کے طور پر تین گول دائرے بنائے گئے ہیں جنمیں کا ہر ایک دائرہ تینوں مبارک مزاروں میں استراحت فرمانے والوں کے رُخ سے سنور

کے سامنے ہے۔

درود و سلام :- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس مزار کے سامنے جو دائرہ بنایا گیا ہے وہ اد باً مواجہ شریف کہلاتا ہے۔

اب آپ سب سے پہلے اسی مواجہ شریف کے سامنے آکر اس طرح کھڑے ہوں کہ قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جائیں۔ تاکہ روئے انور کا مقابلہ ہو جائے ادھر ادھر نہ دیکھیں۔ نیچی نظر رکھیں، اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کریں زیادہ قریب نہ کھڑے رہیں اور نہ جالی کو ہاتھ لگائیں۔ نہ بوسہ دیں۔ نہ جھکیں، نہ سجدہ کریں، یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور ان میں سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ بس اس بات کا خیال رہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔ لہذا عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام عرض کریں۔ زیادہ زور سے نہ چیخیں اور ذرا بھی بے ادبی و بے پروائی نہ کریں۔ مثلاً کسی کو دھکا دیدینا شور و غل مچانا اور بے ادبی و بے حیائی سے صلوٰۃ و سلام عرض کرنا عورتوں کا مردوں کے ہجوم میں آنا ان تمام امور سے سخت احتراز و پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ یہ سب کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے موجب ہیں۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمۃ اللعالمینی کے سبب بالغرض ان گستاخیوں کو درگذر فرما بھی دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی برداشت نہیں کرسکتا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح سلام عرض کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِکَ الطَّاھِرِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اَزْوَاجِکَ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی سَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَجَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ مَا جَزٰی بِہٖ نَبِیًّا مِّنْ اُمَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ اٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے رسولؐ، درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی، درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب، درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بہتر محبوب سلام ہو آپ پہ اور آپ کے پاک اہل بیت پر، سلام ہو آپ کی آل اور ازواج مطہرات مومنوں کی ماؤں پر، سلام ہو آپ پر اور آپ کے تمام اصحاب کرام پر اور ساری پیغمبروں پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے اور کوئی پوجنے کے قابل نہیں وہ یکتا اور یگانہ ہے اور اس کا کوئی شریک اور ساتھی نہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں

کہ آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اے اللہ کے رسول ص اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے پیغام کو دنیا والوں کے کانوں تک پہونچا دیا ہے اور رسالت کی امانت کو مکمل طور پر ادا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور جو بدلہ دوسری امتوں کی جانب سے ان نبیوں کو عطا فرمایا جائے اس سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ بدلہ آپ کو ہماری طرف سے عطا فرمائے۔ اے اللہ عطا فرما آپ کو وسیلہ (جنت کا افضل ترین درجہ) فضیلت و بلند مرتبہ اور مقام محمود (جنت کا سب سے اعلیٰ مقام) جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔"

اسی طرح سلام عرض کر دینے کے بعد اگر آپ کے کسی دوست برادر نے حضور ص کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے کہا تو شوق سے ان کی طرف سے بھی حسب ذیل طریقہ پر سلام عرض کر دینا چاہیئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول ص آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض ہے فلاں بن فلاں کی طرف سے جو آپ کی شفاعت کا طلبگار رہے، آپکے رب کے نزدیک

فلاں بن فلاں کی جگہ اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام لیں، اور اگر متعدد لوگوں نے سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو اور ان سب کے نام یاد نہ ہوں تو ان سب کی جانب سے مجموعی طور پر اس طرح سلام عرض کر دیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْکَ

لے اس مقام پر جس آدمی نے سلام پہونچانے کے لئے کہا ہو اس کا نام لیا جائے۔

ترجمہ :۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ پر ان سب لوگوں کی طرف سے سلام ہو، جنہوں نے مجھے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کو کہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح سلام ختم کر کے اپنی داہنی طرف بقدر ایک ہاتھ ہٹ کر دوسرے دائرے کے سامنے آئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر حسب ذیل طریقہ پر سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ — جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا عَنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرًا

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ کا سلام ہو آپ پر اے رسول کریم صؐ کے سچے خلیفہ اور حضورؐ کے غار میں ساتھی اور حضورؐ کے ہر سفر میں رفیق اور آپ کے معتبر راز دار ابو بکر صدیق رضؓ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی طرف آپ کو بہتر سے بہتر جزاء رحمت فرمائے۔

اور کسی اور کی طرف سے سلام عرض کرنا ہو تو مذکورہ بالا طریقہ پر یہاں بھی ان کی طرف سے عرض کریں۔ اسکے بعد ایک ہاتھ اور داہنی طرف ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر ان الفاظ میں سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَّمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرًا

ترجمہ:۔ سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین عمر الفاروق رضؓ کہ جن کی ذات پاک کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی، سلام ہو آپ پر اے امام المسلمین کہ آپ سے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ راضی رہا، حق تعالیٰ امت محمدیہ کی طرف سے آپ کو بہتر سے بہتر مرحمت فرمائے، اگر کسی اور شخص کی طرف سے سلام پہونچانا مقصود ہو تو یہاں بھی مذکورہ طریقہ پر ان کی طرف سے سلام عرض کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام ختم کرنے کے بعد بمقدار آدھا ہاتھ اپنی بائیں طرف ہٹ کر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے درمیان کھڑے ہو کر دونوں حضرات پر اس طرح سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوْ لَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ:۔ سلام ہو آپ دونوں حضرات پر اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرمانے والو، اور آپ کے مبارک رفیق و وزیر اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر سے بہتر بدلہ مرحمت فرمائے، ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں آپ دونوں حضرات کو وسیلہ بنا کر یہ عرض

کرنے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں، اور ہمارے رب کے حضور میں ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے آپ کی سنت و ملت پر ہم کو زندہ رکھے اور قیامت کے دن آپکی جماعت میں ہم کو اور سب مسلمانوں کو اٹھائے۔

اس مجموعی سلام سے فراغت پاکر آپ دوبارہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ شریف کے سامنے آئیں اور پہلے کی طرح حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرکے اس طرح دعا کریں۔

استغفار در بار رسول مختار

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا جِئْنَاکَ ظَالِمِیْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا وَاَسْئَلُہٗ اَنْ یُّمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِکَ وَاَنْ یَّحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِکَ

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ بیشک اللہ تعالی سبحانہ، نے فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، آپکے پاس آویں، اور اللہ تعالے سے استغفار کریں اور رسول اللہ بھی اُن کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو بیشک اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنیوالا اور مہربانی کرنے والا پائیں گے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں اپنی جانوں پر ظلم کرکے حاضر ہوئے ہیں اس حالت میں کہ ہم استغفار کرنے والے ہیں، اپنے گناہوں کے

پس ہمارے رب سے ہماری شفاعت (سفارش) فرمائیے اور اللہ
تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم کو آپ کے دین اور آپ کی سنت (طریقہ) پر
موت دے۔ اور قیامت کے دن ہم کو آپ کے گروہ میں اٹھائے۔

علاوہ اس کے اپنے لئے اور اپنے والدین اور خویش و اقارب کے لئے جو دعا مانگنا چاہیں مانگیں، ناظرین سے گذارش ہے کہ اس لکھنے والے گنہ گار کی طرف سے، انجمن خدام النبی بمبئی کے خادموں کی طرف سے بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر دیں۔ اور ہماری مغفرت کی دعا کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی فرمائیں کہ یہ مقدس زیارت اللہ تعالیٰ زندگی میں بار بار نصیب فرمائے۔

اس طرح حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع کر کے آپ ہی پر ختم کریں اور روضۂ جنت میں اس توبہ کے ستون کے پاس آ کر دو رکعت نفل نماز پڑھیں کہ جو قبر شریف اور منبر کے درمیان واقع ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ اس ستون کے مقام پر حضورؐ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابی لبابہ رضؓ کی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوئی آپ بھی یہاں نماز نفل پڑھ کر گناہوں کی معافی چاہیں۔ اور نیک توفیق طلب کریں اور اپنی بہتر اور پچھلی دعاؤں میں مؤلف کو بھی مع اسکے اہل و عیال کے شریک فرمالیں احسانِ عظیم ہوگا۔

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام اور زیارت قبر اطہر

پوری ہوئی. اس کے بعد اپنی قیامگاہ پر پہونچکر سامان وغیرہ اور گھر کا ضروری انتظام کریں اور اگر اس قسم کے انتظامی امور سے پہلے ہی فارغ ہو چکے ہوں اور کوئی ضروری کام باقی نہ رہا ہو تو زیارت اقدس سے فراغت پاکر روضۂ جنت میں کسی جگہ بیٹھ کر درود شریف و تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہیں اور مدینہ منورہ میں جتنا بھی وقت ملے اس کو غنیمت سمجھ کر جس قدر قرآن شریف ختم کر سکیں کریں. اور درود شریف پڑھکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اولاد اصحاب نیز ازواج مطہرات اور آپ کے روضۂ مقدس میں استراحت فرمانے والے دونوں خلیفہ کی ارواح طیبہ کو ثواب بخشتے رہیں.

جس طرح کہ شریف کی خاص عبادت طواف اور نماز جماعت ہے اسی طرح مدینہ منورہ کی خاص عبادت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جماعت کے ساتھ نماز اور خدمت اقدس میں سلام وتلاوت قرآن پاک اور درود شریف ہے، دربار نبوی میں ان امور کا خاص اہتمام رہے. سلام نماز کے پہلے یا نماز کے بعد جب جی چاہے عرض کر سکتے ہیں. لیکن کم از کم ہر پنجگانہ نماز کے بعد تو سلام عرض کرتے ہی رہیں. اور مدینہ شریف کے مشہور ومقدس قبرستان جنت البقیع میں ہر روز حاضر ہو کر وہاں کے آرام فرمانیوالے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضورؐ کے اہل بیت وغیرہ پر باادب سلام عرض کرتے رہیں. علاوہ ازیں مدینہ شریف کے دوران قیام میں جتنی مرتبہ ہو سکے مسجد قبا میں بھی حاضر ہو کر وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کا ثواب حاصل کرتے رہیں. زیارت وسلام عرض کرنے کا جو طریقہ سطور بالا میں بتایا گیا ہے. وہ افضل اور مستحب ہے. فرض یا واجب نہیں ہے.

اشرف المناسک، زیارت الحرمین، کتاب الحج والزیارۃ اور فقہ کی مشہور کتاب الاختیار میں بھی بزرگانِ دین سے یہی منقول ہے کہ پہلے حضور پُر نور ؐ پر سلام عرض کریں، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور اسکے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ پر اس کے بعد دوبارہ مواجہ شریف کے سامنے آکر حضور پُر نور ؐ پر سلام عرض کریں۔ اسکے بعد توبہ کے ستون پر نفل نماز درود و استغفار پڑھیں۔ اور وقت اور موقع ہو تو دوسرے مبارک ستونوں پر بھی روضۂ جنت میں درود اور نفل نمازیں پڑھیں۔ لیکن اگر ہجوم کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے ایسا نہ کر سکیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ شوق سے یہ طریقہ اختیار کریں کہ پہلے حضور پر نور ؐ پر سلام عرض کریں اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ پر اسکے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ پر سلام عرض کر کے زیارت ختم کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے اسی طرح ثابت ہے۔ حضرت عمر رضؓ پر سلام عرض کر کے جالی مبارک سے کچھ دور ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر جو دعائیں اور مرادیں مانگنا چاہیں وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے دونوں مقدس رفیقوں کے صدقے اور طفیل میں اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ وہاں معلّمین عموماً اسی طرح زیارت کراتے ہیں۔ فقط اس قدر خیال رہے کہ اصل مقصد تینوں مقدس حضرات کی خدمت اقدس میں دل سے اور ادب سے سلام عرض کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ہے۔ یہاں بتلائے ہوئے سلام اگر یاد نہ رہ سکیں تو ادب اور انکساری کے ساتھ اتنا بھی عرض کرنا کافی ہے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اس میں سے جو کچھ آپ کو یاد رہ سکے نہ خلوص اور صمیم قلب کے ساتھ ایک مرتبہ یا تین مرتبہ خدمت اقدس میں عرض کر دیں۔

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اَبَا بَکْرٍ

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عُمَرُ عرض کر دیں

ہاں اگر سمجھ کر ادب کے ساتھ پڑھ سکیں تو ان الفاظ میں اضافہ کر سکتے ہیں سلاموں والے علیحدہ رسالے بھی ملتے ہیں اور معلمین بھی وہاں یہی سلام پڑھاتے ہیں لیکن علماء اور بزرگوں کی اکثریت نے اس مقدس دربار میں اختصار کو زیادہ پسند کیا ہے، اس لحاظ سے اوپر بتلائے ہوئے سب سے پہلے تین سلام موافق اور مناسب کہے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ نہ وہ زیادہ طویل ہیں اور نہ بالکل مختصر۔ قطع نظر اس کے کہ یہ سعادت ہی کیا کم ہے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ذاتی طور پر سلام عرض کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ شاہ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنے سلام کا جواب بھی مرحمت ہو جائے۔

بس بود جاہ و احترام مرا
یک علیک از تو صد سلام مرا

آہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سلام بھی تو دنیا بھر کی دعاؤں پر بھاری ہے۔ خوب کہا ہے کسی عاشق رسول ؐ نے

یک تکلم زاں دو لعل شکریں فرما کہ ہست
قوت من قوت من یاقوت من مرجان من

ترے دندان ولب نے کردیا شرمندہ عالم کو
گہر کو، لعل کو، یاقوت کو، ہیرے کو مرجاں کو

اور اسی طرح ایک دوسرے شیدائی نے کس قدر الہامی اور با موقع آرزو کا اظہار اس مقدس آستانہ پر کیا ہے۔ ؎

زہے نصیب کہ در گوشِ من جواب سلام
رسد ز حسنِ کلام تو یا رسول اللہؐ

سلام کا مقصد اور سلام کے معنی بھی آپ نے سمجھا کہ کیا ہیں، یہی تو کہ سلامتی اور رحمت کی دعا ہے اور سلام یا کہو کہ زیارت اقدس کا اصل راز بھی تو یہی ہے کہ اپنے سلام کے جواب کے طور پر رحمت اللعالمین سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک ومقبول دعا حاصل کریں، چنانچہ قرآنی دنیوی تعلیم کے مطابق ایک امتی کے سوال کے جواب میں، رحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے اضافہ کے ساتھ سلام کو لوٹانا چاہئے اگر خود سرور کائنات ؐ ہمارے لئے سلامتی اور رحمت کی دعا فرمائیں تو اس سے بڑھ کر اور دولت وسعادت کیا ہو سکتی ہے؟ یوں تو ایک گنہ گار غلام کی طرف آقائے نامدار ؐ کا متوجہ ہو جانا ہی کیا کم لطف وکرم ہے۔

اب جس طرح اوپر سمجھایا جا چکا ہے، اس طرح سلام عرض کر کے حضور پُر نور ؐ کی مبارک دعا حاصل کرنے کی سعادت اس بے انتہا فیض و برکت والے آستانی پر ہر امتی حاصل کر سکتا ہے، خواہ کتنا ہی ان پڑھ سے ان پڑھ کیوں نہ ہو اتنا تو عرض وہ کر ہی سکتا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

ایک تنبیہ باوجود اسکے کس قدر شرم کی اور سخت افسوس کی بات ہے کہ عموماً لوگ ذاتی طور پر سلام عرض کر کے خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حاصل کرنے کے بجائے سلام پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو معلمین کا محتاج بنا دیتے ہیں وہ گویا یہی سمجھتے ہیں کہ جب تک معلم سلام نہ پڑھاویں، اس وقت تک، ان کا سلام ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک کتابوں میں لکھے ہوئے سلام نہ پڑھیں اس وقت تک سلام عرض نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ سے صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم الشان دولت وسعادت سے محروم بنا دیتے ہیں۔ بلکہ متعدد سخت بے ادبیوں کا بھی اس جلال والے دربار میں اپنے آپ کو شکار بناتے ہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل حقیقت سے واضح طور پر سمجھایا جا سکتا ہے۔

مکہ شریف میں معلمین جس طرح اپنے حجاج کے گروہ کو لے کر طواف کراتے ہیں اور بلند آواز سے دعائیں پڑھاتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اس عظمت والے دربار رسالت مآب میں معلمین اپنے اپنے زائرین کی جماعتوں کو مزار مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے سلام پڑھاتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی آوازیں اپنے دس دس یا پندرہ

زائرین تک پہونچانی مقصود ہوتی ہے، اور اس طرح وہ سب مل کر قدرتی طور پر ایک نہایت ہی بدتمیزی بھرا شور و ہنگامہ اس مقدس جناب میں برپا کر دیتے ہیں۔ جس کے متعلق کلام پاک میں حق تعالیٰ کا صاف اور سخت حکم موجود ہے،

قال اللہ تعالیٰ:- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ:- اے ایمان والو اپنی آوازکو نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ بات کرنے میں اسطرح بلند آواز ہو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو، اندیشہ ہے کہ تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تمہیں اسکی خبر بھی نہ ہو۔

اللہ اکبر! مسلمان اس سے بڑھکر سخت وعید اور کیا سننا چاہتے ہیں حق تعالیٰ صاف الفاظ میں یہ فرمارہا ہے کہ اگر ہمارے محبوب کے حضور میں بلند آواز سے بولوگے تو تمہارے سب اعمال رائگاں جائیں گے، نیکی برباد ہوگی اور گناہ لازم آئے گا۔

حضور نبی کریمؐ کی مبارک زندگی میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ کے اس حکم پر بڑے اہتمام سے عمل درآمد کرتے تھے، حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو بہت ہی ادب کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھتے اور بولتے بھی تو نہایت تواضع وانکساری کے ساتھ نرم آواز میں، اسی طرح حضورؐ کی وفات کے بعد ایسی ہی ادب اخلاق کے اہتمام رکھنے کا ہم کو حکم ہے کیونکہ آپ حیات النبی ہیں، یہ تو اپنے مالک و مولا کا صریح حکم ہے۔ اور اس طرح کا طرز عمل ہمارے لئے روا نہیں، لیکن قطع نظر اسکے کہ

کیا سیدھی سادھی عقل کا بھی یہ تقاضا نہیں ہے کہ جب کبھی اپنے کسی اونچے بزرگ یا مرشد یا استاد کے پاس جاتے ہیں تو کتنے ادب لحاظ سے کچھ دور ہٹ کر بیٹھتے ہیں، اور بات بھی مختصر اور آہستگی سے کرتے ہیں اور شرم و ڈر غالب رہتا ہے، یہاں تو صرف انسانوں کے نہیں بلکہ ساری مخلوق اور تمام انبیاء مرسلین کے سردار کا مقدس ترین دربار ہے۔

لہٰذا آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں کس قدر اخلاق، ہیبت اور عظمت کا پاس احساس ہونا چاہیئے۔ اور درحقیقت اس مقدس دربار میں ادب و احترام برتنے والوں کے لئے خود حق تعالیٰ نے ایک عظیم الشان خوشخبری کا وعدہ فرمایا ہے

قولہ تعالیٰ:- اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ:- بیشک جو لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی آواز نیچی رکھتے ہیں، ان کی پرہیزگاری کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جانچ لیا ہے، ان کے لئے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم ہے۔

یہ بھی سن رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حجرۂ مبارکہ کے باہر سے بھی پکارنے کو اللہ تعالیٰ نے سخت بے عقلی کہا ہے، جیسا کہ سورۂ حجرات کی اس آیت سے صاف طور پہ واضح ہے۔

"اے رسول بے شک جو لوگ آپ کو حجرہ کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں کے عقل نہیں رکھتے"

اس طرح حق تعالیٰ نے کلام پاک میں متعدد مقامات پر امت کو اپنے پیاری حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب و اخلاق برتنے کی تعلیم دی ہے، اور اگر ہم کو حضورؐ کے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے تو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ادب پہلی شرط ہے،

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اور حافظ شیرازی نے تو بے ادب شخص کو حضورؐ کی نزدیکی کے بھی قابل نہیں قرار دیا ہے۔ ؎

حافظا علم زادب ورزکہ در حضرت شاہ
ہر کرا نیست ادب لائق ترنبش نہ بود

ایک شاعر نے ادب ہی کو عشق کا صحیح طریقہ سمجھا ہے ؎

اَدِّبُوا النَّفْسَ اَیُّھَا الْاَصْحَاب
طُرُقُ الْعِشْقِ کُلُّھَا اٰدَابٌ

ترجمہ :- اے دوستو نفس کو ادب سکھاؤ، عشق کے تمام راستے ادب ہی ہیں، سچ ہے بے ادب محروم گشت از فضل رب

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی،

ادب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا عطا کردہ ایک تاج ہے
اس کو اپنے سر پر رکھ کر جہاں چاہے وہاں چلے جاؤ۔

علاوہ اسکے اس بات پر ذرا غور کرو کہ حضور پُرنورؐ کو یہ بات بھی کس قدر شاق

گزرتی ہوگی کہ ان کی امت جس کو حق تعالیٰ نے خیر امت کا بے نظیر خطاب بخشا اور اسی کے ایک فرد بننے کی تمنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر نے کی، اور جو دنیا بھر کی قوموں کے لئے گواہ اور استاد بنائی گئی، وہ آج اس قدر نکمی ہوگئی ہے کہ ایک اسلام کا لفظ بھی بغیر کسی سکھانے والے کی مدد کے ادا نہیں کر سکتی ہے

نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مرد راہ داں کے لئے

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا
ہر ایک گھونٹ میں جس کا برپا علم تھا

وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا

نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو وہ بھی مسلماں

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ط

ایک اور سادہ مثال لیجئے، فرض کیجئے کہ کہیں باہر سے آپ آئے ہیں۔ حسب معمول سب سے پہلے اپنے والدین سے ملنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں، اس وقت آپ خود ان کے ساتھ کلام کریں یہ زیادہ زیبا اور بہتر ہوگا۔ یا کسی تیسرے شخص کے ذریعہ سے ان کے ساتھ گفتگو کریں۔ اس کے کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ کسی اور ذریعہ سے بات چیت کرنے سے دونوں کے دلوں پر کوئی اچھا اثر نہیں ہوگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں

باپ، استاد مرشد وغیرہم سب سے اعلیٰ و افضل ہیں، اس بات کو کس طرح پسند فرمائیں گے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے باوجود آپ کسی تیسرے شخص کی زبان سے یہ سلام عرض کریں بالخصوص جبکہ اس کے کرنے میں شور و غل برپا ہونے کا بھی اندیشہ ہو، اگر ہر ایک امتی ان کے بتلائے ہوئے آداب کے مطابق ذاتی طور پر سلام عرض کرنے کا تہیہ کرے تو حقیقی لطف و فیض بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ خود اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم کی تعلیم کے خلاف برتنے اور شور و غل برپا کرنے سے اپنے آپ کو اور بیچارے معلمین کو بھی بچا سکتا ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ ناواقف ہونے کی وجہ سے پہلے روز معلمین کو شوق سے ساتھ لیجائیں۔ ان کے ہمراہ زیارت اقدس کے تمام امور و مقامات کو اچھی طرح سمجھ بوجھ لیں۔ اور ان کو اس کا یقین محبت کے ساتھ دلا دیں کہ سلام تو ہم خود متوسط آواز سے عرض کریں گے، اور مطمئن رہیں کہ آپکے حق کو ہم بسر و چشم قبول کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہم سے خوش رہیں گے۔ اس طریقے کے اختیار کرنے سے نہایت ضروری امر کی بحسن اسلوب اصلاح کی توقع ہے، جس کا ثمرہ انشاء اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں ملے گا۔

دیگر آداب زیارت :-

اس مقدس زیارت کے دوسرے بھی خاص خاص آداب بزرگان دین و علمائے کرام نے بتلائے ہیں، ان کو سمجھ لینا ضروری ہے، فقہ کی مشہور و متداول کتابیں۔ لباب المناسک (للعلامہ السندھی) المنسک المتوسط (للعلامہ علی القاری) فتاویٰ عالمگیری، طحطاوی، شرح درمختار، فتح القدیر فتاویٰ قاضی خان میں آداب زیارت سے متعلق جو توضیح و تشریح فرمائی ہے اس کا

خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے نہایت ادب واحترام، تواضع، خشوع وخضوع، اور یکسوئی کے ساتھ حاضر ہوں کیونکہ یہ مقدس دربار ہے، شاہ کونین فخر دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا اور ملائکہ کے نزول کا، قبر شریف سے چار گز کے انداز سے دور رہیں اس سے زیادہ نزدیک نہ جائیں. مزار مبارک کی دیوار کو ہاتھ نہ لگائیں، نہ جالی مبارک کو چومیں چاٹیں.

یہ تو ہوئے فقہائے کرام کے احکام، اب کچھ سچے عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت بھی سنتے چلیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح سے بڑھ کر بھی کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی ہوگا. سنئے وہ کیا فرماتے ہیں.

نہ اپنا ہاتھ روضہ مبارک کی دیوار پر رکھیں، نہ اسے چومیں. اسلئے کہ اس قسم کی حرکتیں جاہلوں کے اطوار میں سے ہیں. سلف صالحین کے اعمال میں سے نہیں. اور تین چار گز کے فاصلے پر رہیں (ماثبت بالسنۃ) ادب کے اس صحیح معیار کی تشریح خود شیخ اپنی شہرہ آفاق کتاب فارسی تصنیف "جذب القلوب" میں ان الفاظ سے فرماتے ہیں.

جس قدر ہو سکے، ظاہری و باطنی ہر طریقہ سے اپنے اندر خشوع خضوع، انکساری و تواضع ہیبت و ادب پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں. البتہ سجدہ کرنے سے زمین پر لوٹنے سے، اور جالی مبارک کے چومنے چاٹنے سے، اور اس قسم کی تمام حرکتوں سے بچیں. کیونکہ شریعت میں ان باتوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں.

حالانکہ ظاہر میں لوگوں کی نظروں میں یہ ادب معلوم ہوتا ہے، لیکن یقین جانئے کہ حقیقت میں ادب نام ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و فرمانبرداری کا۔ اسکے علاوہ جو چیز ہے وہ محض توہمات میں سے ہے۔

الغرض حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جس قدر ادب صحابہ کرام فرماتے تھے۔ اس سے کہیں زیادہ لحاظ و احترام کا پاس ہم گنہ گاروں اور سیہ کاروں کو رکھنا چاہیئے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے اپنے سفرنامہ حجاز میں ایک جگہ نقل فرمایا کہ ابوداؤد اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضؓ کا زبانی بیان موجود ہے کہ رستہ میں جا رہا تھا اور مجھے غسل کی حاجت تھی کہ سامنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہوئے ملے۔ اور میری طرف بڑھے (ملنا ہوئی الی) لیکن میں الگ ہٹ گیا اور اسکے بعد غسل سے فراغت کر کے جب خدمت والا میں پہونچا تو عرض کیا کہ اسوقت میں پاک حالت میں نہ تھا۔ اور اسی طرح اس نامور آقا کے ایک دوسرے نامور خادم حضرت ابوہریرہ رضؓ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راستہ میں مل گئے اور مجھے اس وقت غسل حاجت تھی، میں الگ ہٹ گیا اور غسل کرنے کے بعد مجلس مبارک میں حاضر ہوا۔ اللہ اللہ! احتیاط کون لوگ کر رہے ہیں۔ حذیفہ رضؓ اور ابوہریرہ رضؓ جو پاکوں کے سردار کے فیض صحبت سے خود پاک و پاکیزہ بن چکے ہیں۔ اور جو خود اس درجہ پر پہونچ چکے ہیں۔ کہ ان کا سایہ ناپاکوں کو پاک بنا دینے کے لئے کافی ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خود ان کی طرف التفات فرماتے ہیں اور

بڑھ کر ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن ادھر یہ حالت ہے کہ بجائے سر کے بل دوڑنے کے الٹے پاؤں واپسی اور علیحدگی اور کنارہ کشی ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عارضی آزردگی کا خطرہ قبول کر لیا جاتا ہے، لیکن یہ گوارا نہیں کہ اپنی عارضی ناپاکی کو اس سراپا نور کے مقابل لایا جائے۔ جو ہمہ لطافت اور ہمہ نفاست ہے، جب حذیفہ رضؓ اور ابو ہریرہ رضؓ کا ایک عارضی اور وقتی ناپاکی بنا پر یہ حال ہو تو اے دین متین کے عالمو! اور اے شریعتِ اسلامیہ کے مفتیو! اس آدمی کے متعلق کیا فتویٰ دوگے کہ جس کی گندگی عارضی نہیں دائمی ہے۔ ظاہر میں نہیں باطن میں ہے پانی کے چند لوٹوں سے دھل جانے والی نہیں۔ دریاؤں اور سمندروں میں غوطہ کھا کر بھی جوں کی توں رہ جانے والی ہے۔

دربارِ رسالت مآب میں حاضری کا طریقہ بتلانے والا نقشہ

اُمتی کی حاضری اور خدمت اقدس میں سلام عرض

کرنے کا طریقہ یہ ہے

۱۔ باب جبرئیل سے داخلہ ۲۔ محراب نبوی صلعم یا روضۂ جنت میں تحیۃ المسجد

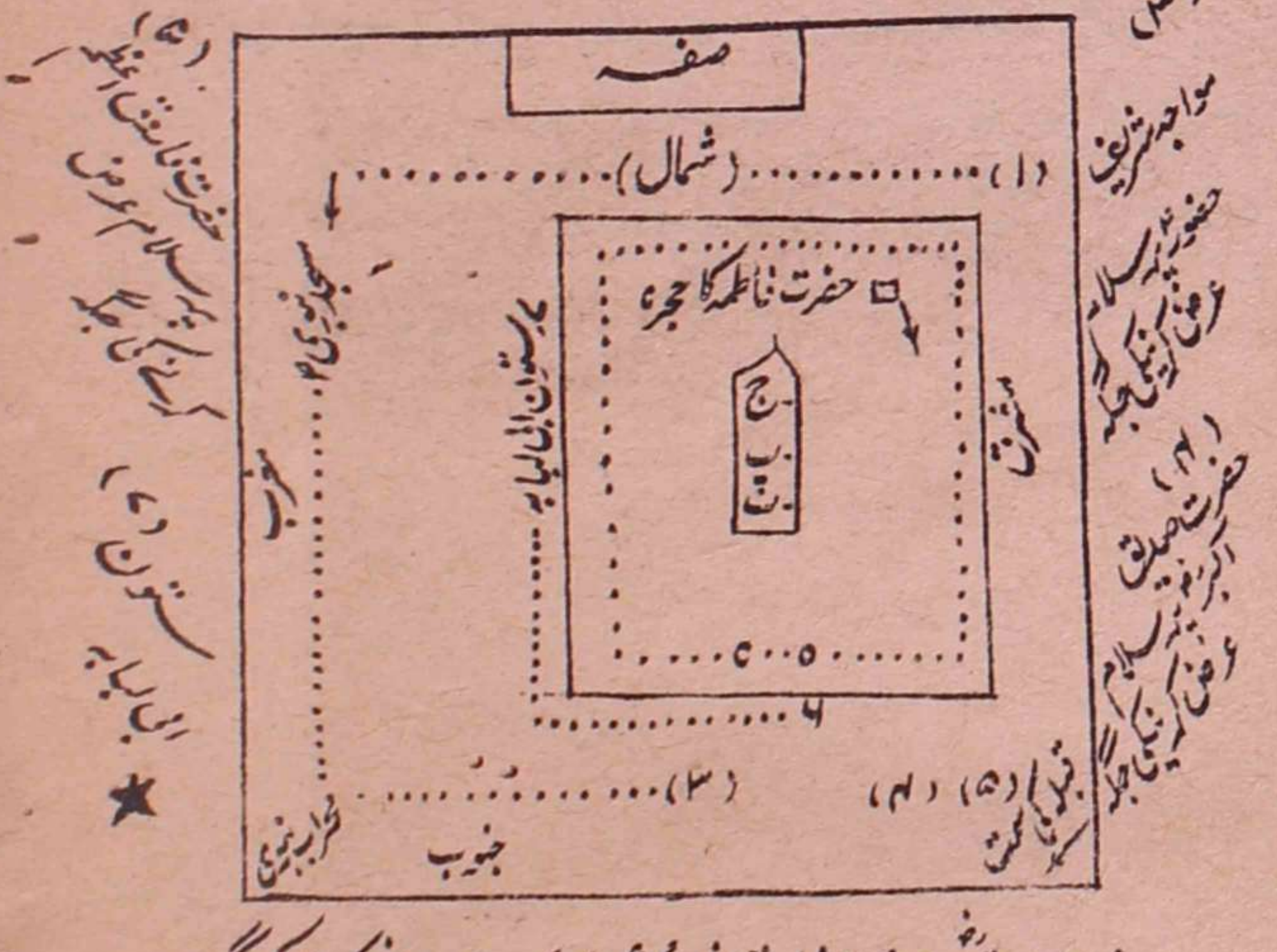

(۶) حضرت صدیق اور حضرت فاروق رض پر مجموعی طور پر سلام عرض کرنے کی جگہ

(۳) حضور پر نور پہ دوبارہ سلام عرض کرنے کی جگہ۔

سلام عرض کرنے کا مستحب طریقہ

(۱) باب جبرئیل میں داخل ہو کر :- محراب نبویؐ ۲۔ یا روضۂ جنت میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں۔ وہاں سے مواجہ شریف ۳۔ کے سامنے آ کر سرکار دو عالمؐ پر سلام عرض کریں۔ بعدہٗ نمبر۴ والی جگہ کے سامنے آ کر حضرت صدیق رضؓ پر سلام عرض کریں۔ بعدہٗ نمبر۵ والی جگہ پر آ کر حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مجموعی طور پر سلام عرض کریں۔ اب پھر مواجہ شریف نمبر ۳ کے سامنے آ کر حضور پرنورؐ پر دوبارہ سلام عرض کریں۔

زیارت اور سلام سے اس طرح فارغ ہو کر ستون ابی لبابہؓ نمبر ۷ کے پاس دو رکعت نماز نفل پڑھیں اور دعا مانگیں لیکن اگر ہجوم زیادہ ہو اور لوگوں کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہو تو حسب ذیل طریقہ پر سلام عرض کریں۔

باب جبرئیل علیہ السلام سے داخل ہو کر روضۂ جنت میں یا مسجد نبویؐ میں کسی جگہ بھی تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد مواجہ شریف میں آ کر حضور پرنورؐ پر سلام عرض کر کے پھر ذرا داہنے طرف ہٹ کر حضرت صدیق رضؓ پر سلام عرض کریں اسکے بعد حضرت عمرؓ پر سلام عرض کر کے داہنے طرف کو نکل جائیں اور وہاں کسی بھی جگہ کھڑے ہو کر دعا مانگیں، اسکے بعد خواہ مسجد میں عبادت میں مشغول ہو جائیں یا اپنی دیگر ضروریات میں مصروف ہو جائیں۔ مذکورہ بالا دونوں طریقوں سے سلام عرض کیا جا سکتا ہے۔

(الف) حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی جگہ ہے۔ یہاں آپ اس طرح آرام فرما ہیں، کہ سر مبارک مغرب کی طرف، قدم مبارک مشرق کی طرف

اور چہرۂ مبارک جنوب یعنی قبلہ کی طرف ہے۔

(ب) حضرت ابوبکر رضؓ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا سر حضورؐ کے سینہ مبارک کی سیدھ میں پشت کی جانب تقریباً ایک ہاتھ پیچھے کی طرف ہے۔

(ج) حضرت عمر رضؓ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا سر حضرت صدیق رضؓ کے سینہ کی سیدھ میں پشت کی جانب تقریباً ایک ہاتھ پیچھے کی طرف ہے (۷) حضرت فاطمہؓ کے حجرۂ مبارکہ کی جگہ۔ آپ اسی جگہ رہتی تھیں۔ آپکا مزار مبارکہ جنت البقیع میں واقع ہے جہاں کہ عموماً آپ پر سلام عرض کرتے ہیں۔

جالی مبارک کے اندر جانے کے لئے حجرۂ فاطمہ رضؓ کے پاس شرق کی طرف ایک دروازہ (۸) بنا ہوا ہے۔ جو نقشہ میں بتلایا گیا ہے۔ اسی دروازے میں سے داخل ہوکر حجرۂ فاطمہ رضؓ میں سے ہوتے ہوئے شمال مغرب کی طرف ایک دو کر چھوٹے دروازے (۹) میں سے نکل کر مذکورہ تینوں مزارات مقدسہ کی مخمسہ عمارت کے سامنے آسکتے ہیں۔ وہاں سے گھوم کر شمال مغرب کی جانب ایک تنگ دروازے (۱۰) میں سے حجرۂ فاطمہ رضؓ میں پھر آکر مذکورہ پہلے دروازے (۸) میں سے باہر نکل سکتے ہیں

جالی مبارک کے اندر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ محض صفائی کے لئے مسجد نبویؐ کے چند خدام داخل ہوتے رہتے ہیں۔ زائرین جالی کے باہر ہی سے سلام عرض کرتے ہیں اور اسی میں ادب و احترام ہے۔

مسجدِ نبوی تاریخ کی روشنی میں

حرم مدینہ کی تعمیر، توسیع اور ترقی مختلف ادوار میں

ہجرت مدینہ:- پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حق تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوا تو نبوت کے تیرھویں سال ماہ صفر مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء چہار شنبہ کو رات کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضؓ کو ساتھ لیکر مکہ معظمہ سے غار ثور کی طرف روانہ ہوگئے کفار قریش نے پیچھا کیا۔ اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غار میں تین رات تک پوشیدہ رہے، ان دنوں کے درمیان حضرت صدیق رضؓ کے صاحبزادے خفیہ طور پر رات کے وقت دن بھر کی خبریں پہونچاتے تھے اور ان کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ رات کو کھانا پہونچاتی تھیں، دشمن جب خوب جستجو کے بعد مایوس ہوچکے تو غار ثور کے اس تاریخی قیام کے چوتھے روز حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضؓ کے غلام عامر دو اونٹنیاں اور ایک راہبر ساتھ لائے، ایک اونٹنی پر حضور اکرمؐ اور حضرت ابوبکر رضؓ سوار ہوئے اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن عربکہ دلیل راہ تھے۔ اسطرح غار ثور میں تین دن اور تین راتیں گذارنے کے بعد آٹھویں ربیع الاول مطابق ۲۳ ستمبر سنہ ۶۲۲ء پیر کے دن حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہونچے جہاں سے مدینہ منورہ تین میل رہ جاتا ہے، قبا میں حضرت عمرو بن عوف کے خاندان کے سردار کلثوم بن ہدم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی مہمان نوازی کا شرف حاصل کیا۔ حضور اکرمؐ نے اسلام کی سب سے پہلی مسجد (مسجد قبا) کی بنیاد ڈالی۔ ایک مسجد کا قیام گویا حضور اکرمؐ کا یہاں سب سے پہلا کام تھا۔ دس بارہ دن قبا میں قیام فرمانے کے بعد حضور اکرمؐ جمعہ کے روز صبح مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں جب بنی سالم کے محلے میں پہنچے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لہذا حضور اکرمؐ نے یہیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ بھی دیا۔ یہیں سے سرکار دو عالمؐ کی نماز جمعہ کی بسم اللہ ہوئی۔

یہ پہلا جمعہ تھا پڑھی نمازِ جمعہ حضرت نے
امام المرسلیں کی اقتدا کی آج اُمّت نے

مدینہ کے لوگ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا بیتابی سے انتظار کر رہے تھے۔ ہر روز مستعد ہو کر شہر سے دور دور تک نکل جاتے تھے۔ اور شام کو مایوس ہو کر واپس آجایا کرتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے لئے اہل مدینہ بہت ہی بے قرار اور بیتاب تھے، بالآخر وہ جمعہ کا مبارک دن آ ہی پہونچا، جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت ہی عظیم الشان استقبال کے ساتھ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے، اب مدینہ کے افق پر ہلال مکہ کے ظہور سے جو مسرت کے جذبات اہل مدینہ کے دلوں میں پیدا ہوئے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے یہ چند اشعار کافی ہیں۔

وہاں چاروں طرف اقصائے طیبہ میں بہار آئی
بہار آئی، بہار آئی۔ بہار آئی، بہار آئی
جوان و پیر، مرد و زن سراپا چشم بیٹھے تھے

بہار آنے کو تھی گلشن میں سراپا چشم بیٹھے تھے

مسلماں بیبیاں گھر کی چھتوں پر جمع ہو ہو کر
نظر سے چومتی تھیں عصمتِ دامانِ پیغمبرؐ

زباں پر اشرق البدر علینا کی صدائیں تھیں
دلوں میں ما دعیٰ للہ داعی کی صدائیں تھیں

کہیں معصوم ننھی بچیاں بھی دف بجاتی تھیں
رسولِ پاک کی جانب اشارہ کرکے گاتی تھیں،

الغرض پورا مدینہ محبت و نشاط سے اُمڈ پڑا تھا۔ گھر گھر اور کوچہ کوچہ لوگوں کے ابل
ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ اور ساری فضا اس استقبالی ترانے سے گونج اٹھی تھی،

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

ترجمہ:- وداع کی گھاٹیوں سے بدرِ کامل ہم پر طلوع ہوا۔ ہم پر اللہ کا
شکر واجب ہو گیا ہے، اس نزول رحمت کے عوض جب تک
دعا مانگنے والے دعا مانگیں،

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ
مِثْلُ حُسْنِكَ مَا رَأَيْنَا قَطُّ يَا وَجْهَ السُّرُوْرِ

ترجمہ:- جب ہم پر یہ چاند چمکا تو بہت سے چاند ماند ہو گئے، اے مبارک رُخ زیبا
تیرے جیسا حسن و جمال ہم نے کبھی نہ دیکھا جس سے کہ خوشی و مسرت برستی ہے،

ہر ایک صحابی کی یہ دلی خواہش اور آرزو تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غریب خانہ پر لے جانے کی سعادت و برکت حاصل کرے۔

ہر اک مشتاق تھا پیارے نبی کی میہمانی کا
تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا

جمال محمدیؐ کے پروانے ایک پر ایک فدا ہو رہے تھے اور حضورؐ کے استقبال میں اپنے آپ کو نچھاور کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکر ادا کرتے جاتے تھے، اور دعائیں دیتے جاتے تھے، بالآخر اہل مدینہ کے ابھرتے ہوئے جوش اور جذبہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اونٹنی کی مہار چھوڑ دی جائے، وہ جہاں جاتی ہے وہاں اسکو جانے دیا جائے، وہ اللہ کے خاص حکم پر مامور ہو چکی ہے۔ اور اسلئے حق تعالیٰ کو جہاں مجھے اتارنا مقصود ہوگا ٹھیک اسی جگہ اونٹنی اپنے آپ بیٹھ جائے گی۔"

سب سے پہلے اونٹنی اس جگہ پر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبویؐ ہے، لیکن حضورؐ اترنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ اٹھ کر چلنے لگی اور بنو نجار کے محلہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی۔

فلک نے رشک سے دیکھا اُس انصاری کی قسمت کو
ابوایوب گھر میں لے گئے سامانِ ... رحمت کو

فی الحقیقت حضرت ابوایوبؓ سب سے بڑی دولت اور سعادت حاصل کر گئے

مبارک اور صد رشک کے قابل کیوں نہ ہو وہ مکان اور میزبان جنھیں دونوں جہاں کے سردار کی مہمان نوازی اور خدمت نصیب ہوئی۔

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد

ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہی چنیں باشد

اپنے محلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول فرماتے ہوئے دیکھ کر بنی نجار کی بچیاں جذبۂ مسرت میں دف بجاتے ہوئے باہر نکل آئیں، اور فرط طرب میں یہ پیارا اور دل آویز گیت گانے لگیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی نَجَّارٍ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں واہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کیسے پڑوسی ہیں

معصوم بچیوں کا یہ مسرت آمیز اور محبت سے لبریز ترانہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بچو! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو، جواب ملا بیشک یا رسول اللہ! تب حضور اکرم نے فرمایا کہ میرا دل بھی تمہاری محبت سے لبریز ہے۔

مسجدِ نبوی کی تعمیر:- مدینہ شریف میں جو سب سے پہلا کام حضورؐ نے سرانجام دیا وہ بھی قبا کی طرح ایک مسجد کا قیام تھا، مسجد کیلئے حضورؐ نے اس جگہ کو پسند فرمایا جہاں اونٹنی پہلی مرتبہ بیٹھ کر اٹھ گئی تھی، وہ جگہ ویران پڑی ہوئی تھی، اور سہل اور سہیل نامی دو یتیموں کی ملکیت تھی، جو حضرت اسعد بن زرارہ رضا کی کفالت میں تھے، یتیم بچوں نے اپنی زمین کو حضورؐ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرنا چاہا لیکن حضورؐ نے اس قطعۂ زمین کو بہ قیمت خریدنے پر اصرار فرمایا۔ اور بالآخر

اس وقت کے حساب کے مطابق دس دینار میں خریدلی گئی۔ علامہ شبلی مرحوم نے اس تاریخی واقعہ کو اپنے دل پذیر انداز میں یوں پیش کیا ہے، ان کا انداز مسجد نبوی ﷺ کے آغاز تعمیر کے ساتھ ہی ساتھ اہل امت کے لئے متعدد سبق آموز پہلو لئے ہوئے ہے، اس نظم کا پیش کرنا بہت موزوں ہے۔

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام
تعمیر سجدہ گاہ خدائے انام تھا

اک قطعۂ زمیں کہ جو تھا اس کام کے لئے
واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا

وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کی ملکیت
ہر چند قبر گاہ و گذر گاہ عام تھا،

چاہا حضور ﷺ نے کہ بہ قیمت خرید لیں
اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا

ایتام نے حضور ﷺ میں آکر یہ عرض کی
یہ چیز ہے ہی کیا کہ جو یہ اہتمام تھا

یہ ہدیۂ حقیر پذیرا کریں حضور ﷺ
اللہ اس زمین کا یہ احترام تھا

لیکن حضور ﷺ نے نہ گوارا کیا اسے
منت کشی سے آپ کو پرہیز تام تھا،

احسان اور وہ بھی یتیمانِ زار کا
بالکل خلافِ طبع رسولِ انام تھا
بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کیے
یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھی رام تھا
سامان جو غرور رہیں تعمیر کے لئے
اب ان کی فکر مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کی تلاش تھی اور سنگ و گِل کی بھی
از بسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا
انصار پاک اور مہاجر تھے جس قدر
مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا
اک اور نفسِ پاک بھی اِن سب کا تھا شریک
جو آب و گِل کے شغل میں بھی شادکام تھا
کندھوں پہ لاد لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت
سینہ غبارِ خاک سے سب گرد فام تھا
سمجھے کچھ آپ کون تھا اُن کا شریکِ حال
وہ خود وجودِ پاک رسولِ انام تھا
جو وجہ آفرینشِ افلاک و عرش ہے
جس کا کہ جبرئیل بھی ادنیٰ غلام تھا

صلی علی النبی واصحابہ الکرام
اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

الغرض اس مبارک مسجد کی بنیاد اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا جس میں خود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی بنفس نفیس شریک تھے، اینٹ پتھر اٹھاتے جاتے تھے اور دعا فرماتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْآخِرَۃ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

اے اللہ حقیقی زندگی تو آخرۃ کی زندگی ہے، بس بخش دے انصار و مہاجر کو۔

مسجد عہدِ نبوی میں:- مسجد کیا تھی انتہائی سادگی کا نمونہ تھی، دیواریں کچی اینٹ کی بنائی گئیں، چھت کھجور کے پتوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے، اس کا فرش ریت کا اور چھت بھی کچی لہذا جب بارش ہوتی تو ہر جگہ کیچڑ ہو جاتی (عبرت حاصل کریں موجودہ مسلمان کہ ان کے لئے موجودہ دور کی زیب و زینت والی، منقش و نگار والی، اور روشنی والی الیکٹرک کے پنکھوں اور قمقموں والی عمدہ چٹائیوں اور قالینوں والی مسجدوں میں نماز کے لیے آنا کس قدر شاق اور ناگوار گذرتا ہے) اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے زمین پر کنکریاں پھیلا دی گئیں۔ مسجد کا طول ۱۰۵ فٹ، عرض ۹۰ فٹ اور بلندی تقریبا ۱۰ فٹ اور دیواروں کی موٹائی ڈیڑھ اینٹ کے برابر رکھی گئی۔ مسجد کے مشرقی گوشہ میں ایک چبوترا چھت دار بنا لیا گیا جسے صُفّہ کہتے تھے اور

جہاں ۷۰ سے ایک سو صحابہ تک ایسے رہا کرتے تھے جن کے نہ کوئی گھر بار تھا اور نہ کوئی روزگار۔ صرف علم دین اور فیض نبوی حاصل کرنے کے لئے وہیں خدمت اقدس میں پڑے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے یہ چبوترا آج بھی اصحاب صفّہ کے نام سے مشہور ہے

قبلہ کی سمت اس وقت تک بیت المقدس یعنی شمال کی طرف تھی، لہٰذا اس شمالی دیوار کو چھوڑ کر بقیہ کے تینوں طرف دیواروں میں تین دروازے نکالے گئے، ایک دکھنی دیوار میں جہاں آج قبلہ کا رُخ ہے، دوسرا مغرب کی طرف (باب عائشہ) یعنی آج کا باب الرحمۃ، اور تیسرا شرقی دیوار میں باب آل عثمان، جو آج باب جبرئیل کے نام سے مشہور ہے۔ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کے بعد ہجرت کے دوسرے سال میں جب بیت اللہ شریف (یعنی مدینہ منورہ کے جنوب میں) ...... کو قبلہ بنانے کا حکم الٰہی نازل ہوا تب دکھنی دروازہ کو بند کر کے شمال کی طرف ایک دروازہ کھول دیا گیا۔ جو آج باب مجیدی کے نام سے موسوم ہے۔ مسجد کی بقیہ جگہ صحن کی طرح چھوڑ دی گئی۔ فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی لمبائی ۵۰ فٹ اور چوڑائی میں ۴۰ فٹ کا اضافہ کرائے ... ۱۵۰×۱۵۰ فٹ کی مربع عمارت بنالی، مسجد کے تعمیری کام سے فراغت پانے کے بعد ازواج مطہرات کے لئے یکے بعد دیگرے ۹ حجرے مسجد سے بالکل متصل تعمیر کرائے گئے

۱۔ حجرۂ عائشہ رضؓ ۲۔ حضرت صفیہ رضؓ ۳۔ حضرت سوداؓ کے حجرے مسجد کے مشرقی جانب تھے۔ اور ۴۔ حضرت ام سلمہ رضؓ ۵۔ حضرت ام حبیبہ رضؓ ۶۔ حضرت ~~زینب رضؓ~~ حفصہ ۷۔ حضرت جویریہ رضؓ ۸۔ حضرت میمونہ رضؓ ۹۔ حضرت زینب بنت جحشؓ کے حجرے

مرکار رسالت ﷺ کے سامنے حضرت خدیجہ و زینب بنت زمعہ کا انتقال ہو گیا

شمال کی طرف تھے، ان حجروں کی لمبائی ۱۵ فٹ، چوڑائی ۱۲ فٹ اور اونچائی ۶ فٹ تھی۔

عہد خلفاء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس مبارک مسجد میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہونے پایا۔

حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں مسجد کی لمبائی ۱۴۰ فٹ اور چوڑائی ۱۲۰ فٹ بنا دی، اور چھ دروازے تعمیر کرائے، دو قبلہ کی داہنی طرف دو بائیں طرف اور دو پیچھے کی طرف، موجودہ باب السلام اور باب النساء اسی دور فاروقی کی یادگار ہیں۔ البتہ مسجد کی سادگی جوں کی توں قائم رکھی گئی۔

حضرت عثمانؓ ۲۳ھ میں خلیفہ منتخب ہوئے تب انھوں نے دیوار اور ستونوں کو پتھر سے تیار کرا کے اس پر نقش و نگار کرایا۔ گارے کی جگہ لوہا اور سیسہ استعمال کرایا۔ اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنا کر انھوں نے مسجد کی وسعت میں اور اضافہ کیا، قبلہ کی جانب تو موجودہ دیوار تک بڑھایا اور اس دیوار میں ایک محراب بھی تعمیر فرمائی، جو آج بھی محراب عثمان کے نام سے مشہور ہے، حضرت عثمانؓ رات بھر نماز میں مشغول رہتے تھے، دن میں روزہ رکھتے تھے، اور مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے، اور بہ نفس نفیس مزدوروں کے ساتھ تعمیری کام میں مشغول رہتے تھے۔

اس مسجد کی تعمیر نئے سرے سے ۲۹ھ میں شروع ہوئی اور ۳۰ھ میں اختتام پر پہونچی، پہلے کی بہ نسبت بہت شاندار ہوگئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ، ۳۵ھ میں خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مدینہ منورہ سے کوفہ تشریف لے گئے اور وہیں دار السلطنت قائم کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے پانچ سال خانہ جنگیوں میں گذرے، لہذا مسجد کی توسیع کے لئے انھیں فرصت نہ مل سکی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی کوفہ ہی میں خلیفہ مقرر ہوئے۔ لیکن انھوں نے امیر معاویہ رض کے ساتھ صلح کرلی اور خلافت ان کے حوالہ کردی، چنانچہ مسجد نبوی میں وہ بھی کوئی تبدیلی نہ کرسکے۔

عہدِ اُموی میں:- اس کے بعد بنو امیہ کا دورِ خلافت شروع ہوا، اور ۱۳۲ھ تک رہا، اس عرصہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے ۸۸ھ میں ولید بن عبد الملک کے دورِ خلافت میں مسجد کی وسعت اور خوشنمائی میں اضافہ فرمایا۔ انھوں نے مسجد کے چاروں طرف مکانات خرید کر ازواج مطہرات کے مکانوں کو بھی مسجد میں شامل کردیا۔ اب مسجد کی لمبائی ۳۰۰ فٹ اور چوڑائی ۲۵۰ ہوگئی، ستون سنگ مرمر کے بنائے گئے اور ان میں اوپر نیچے سنہرے نقش بنائے گئے۔ دیواروں میں سنگ مرمر استعمال کیا گیا، اور چھت میں بھی سونے کا پانی چڑھا کر نقاشی کی گئی۔ اسی طرح دروازوں کو بھی سنہری نقش ونگار سے مزین بنادیا گیا۔ مسجد کے چاروں گوشوں میں منارے بھی قائم کردئے گئے۔ اور پانچواں منارہ سلیمان عبد الملک نے بعد میں بنوایا۔ تین چار سال تک یہ کام جاری رہا اور بڑے اہتمام سے پایۂ تکمیل تک پہونچا

عہد عباسی اور اس کے بعد:- اس کے بعد خلفائے عباسیہ نے بھی مسجد کی وسعت میں کچھ حصہ لیا اور خلیفۃ المہدی عباسی نے مسجد کے صحن کو بہت ہی وسیع بنا دیا اس کے بعد تقریباً ۷۰۰ سال تک مسجد اسی حال پر قائم رہی لیکن ۸۸۶ھ میں بجلی گرنے کے ایک شدید حادثہ کی وجہ سے عمارت کو بہت نقصان پہونچا۔ اس کے بعد اصلاح و تعمیر کا کام سلطان قایتبائی کی قسمت میں آیا۔ انہوں نے بھی مسجد کے حسن اور وسعت میں کافی اضافہ کیا۔ اسکے بعد جب سلاطین عثمان کا دور آیا تو یہ مسجد اُن کے ہاتھوں وقتاً فوقتاً نئی شان اور خدمت حاصل کرتی گئی۔ چنانچہ ۹۸۰ھ میں سلیم خاں نے عمارت میں شاندار اضافے کئے، عثمانی ترک سلاطین نے مسجد نبوی کی جو قابل رشک اور شاندار خدمتیں انجام دیں۔ ان میں سے زیادہ شاندار حصہ سلطان عبدالمجید خاں غازی کا تھا۔ اور فی الحقیقت مسجد نبوی کی موجودہ شان و شوکت انھیں سلطان عبدالمجید خاں کی حوصلہ مندی عقیدت مندی کی پُر رونق یادگار ہے۔

سلطان عبدالمجید خاں کے دور سلطنت میں جب چھت وغیرہ بدلنے کی ضرورت پیش آئی تو انھوں نے مسجد نبوی کو زیادہ شاندار اور مضبوط بنانے کی غرض سے عمارت کا کام از سر نو اٹھایا۔ دنیا کے مشہور ترین ماہر فن کاروں اور معماروں کو بلایا گیا۔ ستون اور دیواریں عمدہ قسم کے سنگ مرمر اور گراں قدر سرخ رنگ کے پتھر سے تیار کرائے گئے۔ ستونوں کے لئے بغیر جوڑ کے پتھروں کی لمبی لمبی

سلیں وادیٔ عقیق سے منگائی گئیں، جو بیر علی کے قریب مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے، فرش سارا کا سارا سنگ مرمر کا بنایا گیا اور چار چار ستونوں کے درمیان ایک گنبد تیار کر کے ساری چھت کو گنبد دار بنا دیا گیا۔ ان گنبدوں کے اندر اطراف میں نیز دیواروں میں ستونوں اور دروازوں پر قرآن کریم کی آیتیں اور اسماء اللہ اور اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی خوشنما طور پر کندہ کرائے گئے، آیتیں اور سورتیں لکھنے میں خطاطوں نے وہ فن اور کمال دکھلایا کہ آج دیکھنے والے یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ آیتیں گویا ابھی نازل ہو رہی ہیں اور طبیعت چاہتی ہے کہ ان کے لکھنے والوں کے ہاتھ چوم لئے جائیں۔

حرم شریف کا پانچواں دروازہ باب مجیدی اور اس کے اوپر کا پانچواں منارہ بھی اسی عقیدت مند سلطان کی یادگار ہیں۔ انھوں نے ساری مسجد میں بیش بہا قالین بچھا دئے اور بہت ہی خوبصورت قسم کے جھومر لٹکا دئے، یہ عالیشان عمارت ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ سلطان موصوف اس دنیا سے سدھار گئے اور بقیہ کام سلطان عبد العزیز خاں نے مکمل کرایا۔ اور توسیع کا کام ۱۲۶۵ھ میں شروع ہوا، اور پورے بارہ سال کے بعد ۱۲۷۷ھ میں انجام پایا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سارے نقش و نگار زیب و زینت پر اور پوری عمارت پر تقریباً سات کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

مسجد کے اسی سطحی نقشہ پر غور کرنے سے اصل مسجد نبوی اور ہر دور کے مختلف اضافوں کی صورت نمایاں طور پر واضح ہو جاتی ہے، اس کے بعد ۱۳۲۶ھ میں

فخری پاشا نے محراب نبوی اور محراب سلیمانی کی مرمت کی اور صحن کے قریب جو کنواں تھا اس کو انہوں نے بند کر دیا۔ پھر ۱۳۴۸ھ میں ملک عبد العزیز ابن سعود نے مسجد کے چاروں طرف کے صحن کی زمین پر پتھر کا فرش بچھایا اور صحن کے غربی و شرقی جانب کے بعض ستونوں کو جو پھٹ رہے تھے اُن کو لوہے کی پٹیوں سے کس دیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ الَّذِیْ بَنٰی ھٰذَا الْمَسْجِدَ وَعَلٰی مَنْ جَدَّدَہٗ وَعَمَّرَہٗ وَرَمَّمَہٗ وَمَنْ زَادَ فِیْہِ وَمَنْ یَزِیْدُہٗ

ترجمہ۔ اے اللہ رحمت بھیج اپنے نبی صلعم پر کہ جنہوں نے اس مسجد کی بنیاد ڈالی اور ان حضرات کرام پر بھی کہ جنہوں نے اس کی تعمیر تجدید توسیع اور مرمت میں حصہ لیا۔ اور اُن پر بھی جو اس مبارک کام میں آئندہ شریک ہوں۔

نقشہ مسجد نبوی ؐ

مسجد نبوی شہر کے مشرقی جانب ہے اور صورت و شکل میں مستطیل ہے۔ لمبائی شمال سے جنوب تک ۱۱۶ میٹر یعنی ۳۸۱ فٹ اور چوڑائی قبلی دیوار یعنی جنوبی دیوار کی چوڑائی ۸۶ میٹر یعنی ۲۸۲ فٹ ہے، اور پچھلے حصہ کی چوڑائی و جنوبی دیوار کی چوڑائی ۶۶ میٹر یعنی ۲۱۶ فٹ ہے، یعنی جنوبی دیوار کی چوڑائی شمالی دیوار کی چوڑائی سے زیادہ ہے۔

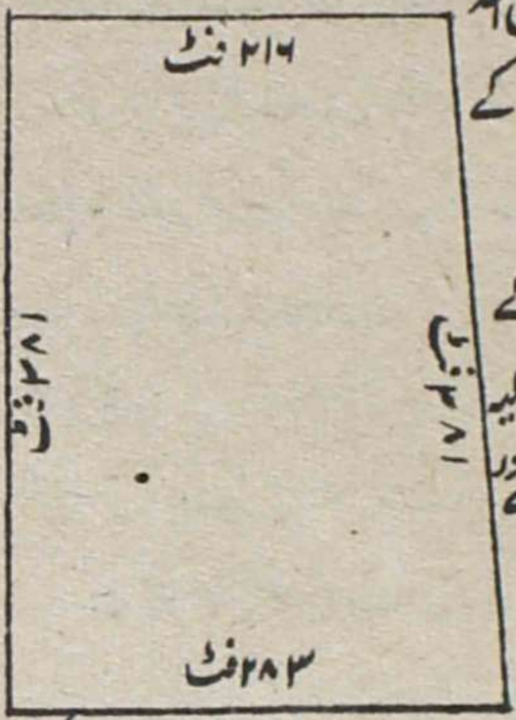

حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مسجد کے دروازے

کل پانچ عالی شان دروازے ہیں۔[1]

۱۔ **باب جبرئیل:۔** یہ دروازہ مسجد کے مشرقی جانب واقع ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے اور اسلحہ اتار رہے تھے کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام مسلح نظر آئے اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع پہنچائی کہ اسلحہ اتارئے نہیں کیونکہ بنی قریظہ کا فیصلہ شمشیر سے کرنا ابھی باقی ہے، اسی وجہ سے اس دروازہ کا نام باب جبرئیل پڑ گیا۔ حضرت جبرئیل اکثر اسی دروازے سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے، زیارت اقدس کے لئے اسی دروازے سے داخل ہونا بہتر ہے۔

۲۔ **باب النساء۔** یہ دروازہ بھی مشرقی دیوار میں واقع ہے۔ اور خصوصاً مستورات کی آمد و رفت کے لئے بنایا گیا ہے، اور دروازے کے قریب عورتوں کے لئے نماز وغیرہ پڑھنے کے واسطے صحن بنا ہوا ہے۔ یہ

---

[1] جدید سعودی تعمیر کے بعد نئے پرانے دروازوں کی کل تعداد ۹ ہو گئی ہے، جیسا کہ دوسری جگہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

باب النسا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کے دور خلافت کی یادگار ہے۔

۳۔ **باب المجیدی**:۔ حرم شریف کے شمالی طرف یہ دروازہ ہے اور سلطان عبدالمجید خاں کا قائم کیا ہوا ہے۔

۴۔ **باب الرحمۃ**:۔ یہ دروازہ مسجد کی غربی دیوار میں واقع ہے۔ اس سے باہر نکل کر بازار میں پہونچا جاتا ہے، عہد نبوی میں ایک مدت تک کچھ لوگ بارش کی دعا کرانے کے لئے بارگاہِ رسالت میں اسی دروازے سے حاضر ہوتے تھے۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے برسات بھی خوب ہوتی تھی۔ لہذا اس دروازہ کا نام باب الرحمۃ یعنی رحمت کا دروازہ پڑ گیا۔ اس دروازے کے باہر چند قدم کے فاصلہ پر غسل خانے اور طہارت خانے بنائے گئے تھے، جو زائرین کی حاجت روائی میں سہولت کا سبب تھے۔

۵۔ **باب السلام**:۔ یہ دروازہ مسجد کے جنوبی غربی گوشہ میں واقع ہے، اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دروازہ بالکل سامنے پڑتا ہے، لہذا اس کو مسجد کا صدر دروازہ کہہ سکتے ہیں، ان دروازوں کے باہر "بواب" یعنی دربان بیٹھے ہوتے ہیں۔ جو بے شمار زائرین کے پاپوشوں کی حفاظت حیرت انگیز یاد کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ بہت خاموش اور قناعت پسند ہوتے ہیں اور ہر قسم کی امداد کے خاص مستحق۔ اس مقدس دربار کی دربانی بھی کس قدر قابل رشک ہے، مسجد کے یہ سب دروازے عشا کی نماز کے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد بند کر دئے جاتے ہیں۔ [1]

---

[1] ان کے علاوہ نئے دروازوں کے نام یہ ہیں، ۱۔ باب الصدیق ۲۔ باب عمر رضہ ۳۔ باب سعود ۴۔ باب عبدالعزیز

اس عظمت و جلال والی مسجد کے اندر چند خدام کے علاوہ اور کسی کو رہنے کی اجازت نہیں اس کے بعد تہجد کے وقت یہ سب دروازے کھول دئے جاتے ہیں، لوگوں کو سحر کے وقت اطلاع دینے کی غرض سے اذان بھی ہوتی ہے۔ تاہم بعض اللہ کے نیک بندے تو اس قدر بےچین ہوتے ہیں کہ دروازہ کھلنے سے پہلے ہی چوکھٹ پر پہونچ جاتے ہیں اور دروازہ کھلتے ہی حرم نبوی ﷺ میں پروانہ وار داخل ہو جاتے ہیں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد روضۂ جنت اپنی جگہ سنبھال کر تہجد اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر! یہ بھی کس قدر عظیم الشان سعادت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر قرب اور روضۂ جنت میں عبادت کا شرف و سرور حاصل ہو رہا ہے۔

مینارے :۔ حرم نبوی ﷺ کے پانچ منارے ہیں، قبلی دیوار کے شرقی گوشہ میں جو منارہ ہے، وہ رئیسہ کے نام سے مشہور ہے، اس لئے کہ رئیس المؤذنین ہر دور میں یہیں سے اذان دیتے رہتے ہیں۔

باب المجیدی کے شرقی طرف کا منارہ، منارۂ سلیمانیہ اور اس کے غربی طرف کا منارہ، منارۂ مجیدیہ کے نام سے موسوم ہے، اسی طرح باب السلام کے نزدیک والے منارہ کو منارۂ باب السلام کہا جاتا ہے۔ اور باب الرحمۃ کے منارہ کو منارۂ باب الرحمۃ کہتے ہیں۔

ستون :۔ سب مسجدوں کی طرح مسجد نبوی ﷺ کے بھی دو حصے کئے جا سکتے ہیں۔ ایک قبہ دار چھت والا۔ مسجد کا دوسرا حصہ بغیر چھت کا صحن والا حصہ

بغیر چھت والے صحن کو حصوہ کہتے ہیں اور اس میں باریک کنکریاں بچھائی ہوئی ہیں کنکریاں بچھانے کا یہ طریقہ نبوی دور کی یادگار ہے۔ اس حصوہ کے پورب پچھم اور اتر طرف چھت اور وسیع دالان ہے۔ اور دکھن کی طرف مسجد والے حصہ کی حد ہے، کہنے کی ضرورت نہیں کہ حرم شریف کے پانچوں دروازوں کے اندر جس قدر جگہ ہے خواہ وہ دالان ہو یا حصوہ سب ہی مسجد کے حکم میں ہے۔

قبلہ کی طرف والی دیوار سے مسجد کے اندرونی حصے کے ستونوں کی تعداد بارہویں قطار تک ۱۶۱ ہے۔

باب الرحمۃ والے پچھمی دالان میں شمالی دیوار تک ۳۰ ستون ہیں

باب مجیدی والے شمالی دالان میں ۱۸ ستون ہیں۔

مشرق کی طرف کے دالان میں صفہ تک ۲۴ ستون ہیں یہ کل ۲۳۰ ستون ہوئے۔ علاوہ اسکے جالی مبارک کے اندر چار ستون نظر آتے ہیں جن کے اوپر قبۂ خضرا قائم ہے، اس کے علاوہ چاروں طرف کی دیواروں سے لگے ہوئے ستونوں کی تعداد ۱۶۰ ہے ۔[1]

یہ سب ستون لمبائی میں ۱۸ فٹ اور گولائی میں ۶ فٹ ہیں، ان میں کے بعض تو سنگ مرمر کے ہیں اور بعض پر سنہری نقش کاری ہے، اور کچھ سرخ پتھر کے ہیں۔ ستوں میں یہ فرق اسلئے رکھا گیا ہے کہ دیکھنے والا ایک ہی نظر میں

---

[1] نئی توسیع و تعمیر کے بعد ستونوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگئی ہے۔

سمجھ جائے کہ مختلف ادوار میں مسجد میں کی حد اور وسعت کہاں تک ہوئی بالفاظ دیگر یہ ستون ایک کھلی ہوئی تاریخ کی کتاب کی طرح مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف ادوار کو ظاہر کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر جو ستون سفید سنگ مرمر کے ہیں۔ اس سے روضۂ جنت کی حد معلوم ہوتی ہے۔ اور دور نبوی میں اصل مسجد کہاں تھی۔ اس کو بھی ظاہر کر رہے ہیں۔ جن سرخ ستونوں پر سنہری نقش نگاری ہے، اس سے اصلی مسجد کی اونچائی کا پتہ چلتا ہے، جو سادے سرخ پتھر کے ستون ہیں اس سے اصلی مسجد کے صحن کی حد معلوم ہوتی ہے اور اس قسم کے ستونوں کے بالائی حصہ پر عربی میں "مسجد نبوی کی حد"، جلی حرفوں میں لکھی ہوئی ہے۔

ان سب ستونوں میں روضۂ جنت کے بعض ستون خصوصی وجوہات کی بنا پر زیادہ مبارک سمجھے جاتے ہیں۔ یہ رحمت کے ستونوں کے نام سے موسوم ہیں۔ ان سب پر علیحدہ علیحدہ نام کندہ ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ **ستون ابی لبابہؓ**:۔ حضرت ابو لبابہؓ ایک انصاری صحابی تھے، ایک مرتبہ چند محصور یہودیوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے، ان کی گریہ وزاری کے جواب میں اپنی حلق کی طرف اشارہ کر گئے گویا یہ ظاہر کر دیا کہ اب تمہیں زندہ نہ چھوڑا جائے گا۔ گو انھوں نے زبان سے اس حقیقت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مگر اسکے باوجود ان کی اس معمولی سی حرکت سے بھی ان کے دل میں اس بات کا فوراً احساس ہوا کہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کو افشا کر دیا گیا ہے، بس یہ

خیال آتے ہی سیدھے مسجد نبویؐ میں پہونچ کر صاحبزادی کے ہاتھوں زنجیر سے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ بندھوا دیا۔ اور عہد کر لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہ فرمائے گا اس وقت تک میں یہیں جکڑا رہوں گا۔ خواہ اسی حالت میں مجھے موت ہی کیوں نہ آجائے۔ صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے ان کی اہلیہ صاحبہ انھیں کھول دیا کرتی تھیں، اور پھر اسی ستون سے وہ باندھ دئے جاتے تھے،

۷ دن اسی حالت میں گذر جانے کے بعد ایک دن صبح کو جب کہ حضور پرنورؐ ام سلمہؓ کے حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما تھے، حضرت ابولبابہؓ کی توبہ قبول ہونے کی بشارت ایک آیت کے ذریعہ آپ پر نازل ہوئی۔ سب صحابۂ کرامؓ اپنے جکڑے ہوئے رفیق کو خوشخبری سنانے اور کھولنے کے لئے دوڑ پڑے، لیکن حضرت ابولبابہؓ نے فرمایا کہ جب تک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے مجھے رہا نہ فرمائیں گے میں یہاں سے الگ نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک جانثار کی اس مخلصانہ خواہش کو پوری کرنے کے لئے تشریف لائے اور کمال شفقت و محبت سے انھیں آزاد فرمایا۔ اس وجہ سے اس ستون کو "ستون توبہ" بھی کہتے ہیں، لہذا اگر ہجوم نہ ہو اور کسی کو اذیت پہونچنے کا اندیشہ نہ ہو تو آپ بھی اس مبارک ستون کے پاس نماز پڑھ کر مغفرت کی دعا کریں، یہ ستون سرخ رنگ کا ہے، اور حجرۂ مبارکہ سے دوسرا اور منبر کی طرف سے چوتھا ستون ہے،

۲۔ **ستون عائشہ**:۔ ستون ابی لبابہ کے بازو میں حجرۂ مبارکہ سے تیسرا اور منبر کی طرف سے تیسرا پڑتا ہے، یہ بھی سرخ رنگ کا ہے، ایک مرتبہ

حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسی جگہ کی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہاں جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ ڈالنے کی ضرورت پیش آجائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کو یہ جگہ بتلادی، جہاں آج بھی یہ ستون قائم ہے۔

۳۔ ستون حارث :۔ ابتدا میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کے باہر رات بھر کوئی نہ کوئی صحابی پہرہ دیا کرتے، پہرہ دینے کی جگہ آج یہ ستون قائم ہے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (حق تعالیٰ تمہیں لوگوں سے بچائے گا) اس وقت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ ہٹا دیا۔

۴۔ ستون وفود :۔ یہ اس جگہ کی یادگار ہے، جہاں باہر سے آنیوالے وفود (ڈیپوٹیشن) سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات فرماتے تھے۔

۵۔ ستون سریر :۔ اس جگہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اور اعتکاف کے دنوں میں رات کو آرام بھی یہیں فرمایا کرتے تھے۔

آخری تینوں ستون جالی مبارک میں آگئے ہیں یعنی جالی مبارک کا جو روضۂ جنت کی طرف کا حصہ ہے اس میں یہ تینوں سمو دیے گئے ہیں، جس کی وجہ سے ان ستونوں میں کے آدھے آدھے حصے باہر نظر آتے ہیں، اور آدھے حجرے کے اندر۔

۶۔ ستونِ جبرئیل :۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام جب بھی وحی لاتے تھے تو اکثر و بیشتر اسی جگہ پہ حضورِ پُرنورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

۷ستون حنانہ :۔ یہ ستون محراب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی بازو پشت کی طرف محراب کے بالکل لگ کر اس کھجور کے تنے کی جگہ قائم ہے جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ کر نئے منبر پہ خطبہ دینے کے لئے تشریف لے گئے تو یہ ستون حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رویا تھا۔

آپ کسی کی دل شکنی کئے بغیر اس مبارک ستون کے پاس بھی اگر جگہ حاصل کر سکیں تو نفل نماز پڑھ کر مغفرت وغیرہ کی جو دعا چاہیں مانگ لیں۔

روضۂ جنت :۔ روضۂ جنت یعنی جنت کا باغیچہ مسجد کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو جالی مبارک اور منبر کے درمیان واقع ہے، جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر ہے۔

مَا بَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ

(میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

اس روضۂ جنت کی لمبائی تقریباً ۷۲ فٹ اور چوڑائی ۴۹ فٹ ہے، اندر حدود روضہ کے اندر کل ۲۰ ستون ہیں۔

حضرت امام مالکؒ اور بعض دیگر بزرگوں اور علماء کے قول کے مطابق زمین کا یہ ٹکڑا فی الحقیقت جنت ہی کا ٹکڑا ہے، وہ جنت ہی سے لایا گیا ہے، اور جب

یہ فانی دنیا ختم ہوگی تو پھر اسے جنت ہی میں اس کی اصلی جگہ پر صحیح وسالم پہونچا دیا جائے گا۔

حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے روضۂ جنت کے اتنے حصّے میں آدمیوں کی سخت ریل پیل اور ازدحام رہتا ہے، ہر شخص جنت کے اس باغ میں نماز، کلام پاک کی تلاوت اور ذکر الٰہی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مشتاق رہتا ہے چنانچہ اکثر حجاج جذبۂ شوق واشتیاق میں نماز عصر سے قبل ہی مسجد نبوی میں پہونچ کر روضۂ مبارک میں اپنی جگہ سنبھال لیتے ہیں۔ اور عشار کی نماز کے بعد وہاں سے باہر نکلتے ہیں، اتنا وقت وہیں بیٹھ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں، درود و استغفار میں اور کلام پاک کی تلاوت وغیرہ میں صرف کرتے ہیں، اگر وہ اس طرح نہ کریں تو روضۂ جنت میں جگہ کا ملنا ان کے لئے دشوار ہوجائے، سارے روضۂ جنت میں تقریبًا ساڑھے چارسو سے پانچ سو تک نمازیوں کی گنجائش ہے لیکن یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ ہزاروں زائرین جو وہاں پہونچنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ جو اس مبارک روضہ میں جگہ پانے سے محروم ہوجائے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی موقع ملتا ہی رہتا ہے۔

محرابُ النبیؐ:۔ یہ اس مقدس محراب کی جگہ ہے جہاں سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیّبہ کے آخری لمحے تک امامت فرماتے رہے اسے مصلی نبی بھی کہتے ہیں، اس محراب کو قائم کرنے میں ادب واحترام کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہے اور کمال بتلایا گیا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ

کو اس خوبی سے محراب کے اندر لے لیا گیا ہے کہ اب اس محراب کے پاس نماز پڑھنے والے کی پیشانی اس جگہ پڑتی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رہا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! اس سعادت اور روحانی کیفیت کو کن الفاظ میں بیان کیا جا سکے، محراب کے مجوف حصے کے داہنی جانب کی دیوار پر "ھٰذا مُصَلّی النّبِی" لکھا ہوا ہے۔ اسی کتبہ کے عین سامنے کھڑے ہونے سے اصل مصلّی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ محراب سلطان قایتبائی کی قائم کی ہوئی ہے۔ اور ایک نہایت ہی عمدہ سنگ مرمر کی تقریباً نو نونٹ اونچی بغیر جوڑ کے پتھر کی سِل سے بنائی گئی ہے، سرِ محراب سنہرے حروف میں قرآن مجید کی یہ پوری آیت کندہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اور اس کے دونوں طرف بھی نہایت عمدہ اور نادر سنہری نقش کاری میں اس مفہوم کی تحریر ہے کہ یہ مصلّی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، غیر موسم حج میں امام مسجد اسی محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے۔

محرابِ عثمانی:۔ یہ محراب قبلی دیوار میں ہے اور اسے حضرت عثمان رضؓ نے اس وقت تیار کرایا تھا جب کہ آپ مسجد کی وسعت و شان میں اضافہ فرما رہے تھے موسم حج میں حجاج کے ازدحام کی وجہ سے اسی محراب عثمانی میں امامت کے

لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

اس محراب والی قبلی دیوار میں بہت ہی دیدہ زیب سنہرے حروف میں پوری سورۂ فتح لکھی ہوئی ہے، اور گول دائرہ میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسمار کندہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خوشنما عبارت اپنے وقت کے شہرۂ آفاق خطاط عبد اللہ بک مصری کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے، جنھوں نے ساری مسجد میں اس قسم کے خوشنما تحریری کام کو تین سال میں پورا کیا تھا، اور یہ بھی اُن کے فن کا ایک اعلیٰ کمال ہے کہ تقریباً ایک صدی گذرنے کے بعد بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی لکھا گیا ہے۔

محراب سلیمانی:۔ یہ محراب سلطان سلیمان خاں نے بھیجی تھی، منبر کے پچھم جانب داہنی طرف لگی ہوئی ہے۔ یہ محراب عمدہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے، جس پر خوبصورت نقش ونگار بھی ہے۔

محراب تہجد:۔ جالی مبارک کی پشت کی جانب صفہ کے سامنے یہ وہ مبارک جگہ کی یادگار ہے جہاں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

منبر شریف:۔ سلطان مراد خاں کا بھیجا ہوا تحفہ ہے، اور ٹھیک اسی جگہ رکھا گیا ہے جہاں اصلی منبر نبوی تھا۔ یہ بھی پورا کا پورا سنگ مرمر کا ہے اور اسکے بارہ یا چودہ زینے ہیں۔ اسکے اخیر میں ایک جالیدار خوبصورت دروازہ بنا ہوا ہے۔

ابتدا میں حضور نبی اکرمؐ ایک کھجور کے تنے کے سہارے خطبہ فرمایا کرتے تھے اس کے بعد نبی کریمؐ کے لئے لکڑی کا ایک تین زینے والا منبر تیار کر دیا گیا جب حضور پر نورؐ منبر پر تشریف لیجانے لگے تو کھجور کے اس تنے میں سے اس جدائی پر بلبلاہٹ کی آواز آئی جس کو تمام صحابہ کرام نے جو وہاں موجود تھے سنی آپ نے اس تنے پہ دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا، اگر تو چاہے تو منبر کی جگہ تجھے قائم کر دوں اور اگر چاہے تو جنت کے باغ میں تجھے لگا دوں، جہاں بہشت کی نہروں سے تیری آبیاری ہو سکے۔ اور جہاں تو ہمیشہ کے لئے پھلتا پھولتا رہے، چنانچہ تنے نے جنت میں رہنا پسند کیا۔ لہذا اُسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اسکے بعد جب کبھی بھی مسجد کی عمارت اور وسعت میں رد و بدل ہوتا رہا اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق پرانے منبر کی جگہ نئے منبر آتے گئے۔ اور اس طرح موجودہ منبر ساتواں یا آٹھواں ہے البتہ جو بھی منبر آیا وہ ٹھیک اصلی منبر نبویؐ کی جگہ پر ہی قائم کیا گیا۔

اصحاب صفہ:۔ صفہ کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے، یہ چبوترہ روضہ مبارک کی پشت پر محراب تہجد کے سامنے واقع ہے، اس چبوترہ کی لمبائی تقریباً ۴۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۲۷ فٹ ہے، اور زمین سے تقریباً ڈیڑھ فٹ اونچا ہے یوں تو اس چبوترہ پر بالعموم خدام مسجد بیٹھتے ہیں لیکن موسم حج میں حجاج بھی وہاں بیٹھ کر قرآن وغیرہ پڑھتے ہیں۔

اللہ کے نزدیک اعلےٰ صفہ کا مرتبہ:۔ فقر و فاقہ بڑی اچھی چیز ہے بشرطیکہ کوئی اس کی قدر کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کہ مجھے (یعنی میری رضا اور خوشی) اپنے ضعیفوں کی خبر گیری میں تلاش کرو، مال کے اعتبار سے ضعیف ہوں یا کسی اور اعتبار سے کیونکہ تم کو جو رزق ملتا ہے اور تمہاری جو مدد ہوتی ہے، وہ تمہارے ضعیفوں کی وجہ سے ہے، دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ عَنِ الْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ
عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ ۔ (مشکوٰۃ شریف)

"بہت سے وہ بندے جن کے بال بکھرے ہوئے ہیں، اور جن کو دروازوں سے ہٹا دیا جاتا ہے (ان کا اللہ کے یہاں یہ درجہ ہے کہ اگر اللہ سے کوئی کام کرانے کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتا ہے)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اے عائشہ مساکین سے محبت رکھ اور ان کو اپنے سے قریب کر کیوں کہ (ایسا کرنے سے) اللہ تجھے اپنے سے قریب کرے گا"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مفلس مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھ گیا، اور یقین جانو اس وقت ان کے پاس کپڑوں کی اس قدر کمی تھی کہ ننگے پن کی وجہ سے ایک دوسرے کی آڑ لیکر اپنے بدن کو چھپاتے تھے، وہیں ایک قرآن پڑھنے والا سب کو قرآن مجید سنا رہا تھا کہ اچانک حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو قرآن سنانے

والے صاحب خاموش ہو گئے، جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور اسکے بعد فرمایا۔ "تم کیا کر رہے تھے" ہم نے عرض کیا۔ اللہ کی کتاب سُن رہے تھے" یہ جواب سُن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ۔

"سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو کر دیا ہے جن کے ساتھ مجھے اپنے آپ کو ٹھہرائے رکھنے کا حکم ہوا ہے"

اس کے بعد آپ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے، تاکہ نشست کا امتیاز ختم کرنے کے لئے اپنے آپ کو ہم میں ملا کر برابری والی شان ظاہر فرمادیں۔

اس کے بعد آپ نے حلقہ بنانے کے لئے دست مبارک سے اشارہ فرمایا لہذا سب نے حلقہ بنالیا اور سب کے چہرے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مفلس مہاجروں کی جماعت تم یہ خوشخبری قبول کرلو کہ قیامت کے روز تم کو نور تام (پورا نور) عنایت کیا جائے گا۔ قیامت کے روز تم مالدار لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور آدھا دن آج کل کے دنوں کے حساب سے پانچسو برس کے برابر ہوگا۔ یہ جنت میں مزے کر رہے ہوں گے، اور وہ حساب دے رہے ہوں گے، (ابوداؤد شریف وحلیۃ اولیاء)

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے ان کو مالداروں سے پہلے جنت میں

داخل ہونے کی خوشخبری سنائی تو ان کے چہروں کے رنگ کھل گئے اس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ان کی خوشی دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سورۂ انعام کی آیت ولا تطرد الذین یدعون ربھم کا شان نزول بیان فرماتے تھے کہ اقرع بن حابس اور عینیہ بن حص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (یہ دونوں دنیا کے لحاظ سے مال و عزت دار تھے) جب بارگاہ رسالت میں پہنچے تو آنحضرت ؐ نے حضرت بلال رض، حضرت عمار رض، حضرت صہیب رض، اور خباب رض کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، جب ان دونوں کی نظر ان خاصان خدا پر پڑی تو ان کو حقیر سمجھا۔ اور ان کے ساتھ بیٹھنے کو اپنی کسر شان سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں عرض کیا کہ آپ ہم کو اپنے پاس بٹھلانے کا اس طرح موقعہ دیں کہ عرب ہماری فضیلت سمجھیں، آپ کے پاس عرب کے وفود آتے ہیں لہذا ہم کو شرم آتی ہے کہ ایسے لوگ ہم کو غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ لہذا جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں تو ان کو ہمارے ساتھ نہ بیٹھنے دیا کریں۔ اور جب ہم آپ سے گفتگو کر کے فارغ ہو جائیں تو چاہیں آپ ان کو اپنی مجلس میں بٹھالیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ گفتگو جب سنی تو ان کو اسلام سے مانوس کرنے کے لئے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں عہد نامہ لکھدیں۔ لہذا آپ نے ایک کاغذ منگایا اور لکھنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو بلایا کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر
نازل ہوئے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْھِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَھُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ترجمہ:- اور ان کو دور نہ کیجئے جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں، اس کی رضا کا قصد کرتے ہیں، اُن کا حساب ذرا بھی آپ سے متعلق نہیں، اور آپ کا ذرا بھی اُن سے متعلق نہیں ہے کہ آپ انکو نکال دیں اور بے انصافوں میں سے ہو جائیں۔

اس آیت میں حضرات فقرائے مہاجرین کی یہ تعریف فرماتے ہوئے کہ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں مجلس سے ہٹانے کی ممانعت فرمائی اور پھر اگلی آیت میں ایسی بیجا درخواست کرنے والوں کے متعلق فرمایا۔

وَکَذٰلِکَ فَتَنَّا بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْٓا اَھٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰکِرِیْنَ۔

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے ایک دوسرے کے ذریعہ آزمائش میں ڈال رکھا ہے، تاکہ یوں کہیں کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے

انتخاب کر کے ان پر اللہ نے فضل کیا ہے، کیا اللہ شکر گزاروں
کو خوب جاننے والا نہیں۔

اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ایمانداروں کی قدر بڑھانے کے لئے فرمایا۔

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

ترجمہ:۔ اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آویں جو ہماری آیات پر ایمان
رکھتے ہیں تو ان سے سلام علیکم فرمائیے، اور یہ بھی فرمائیے
کہ تمہارے رب نے رحمت اپنے ذمہ کر لی ہے"

اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اثر ہوا کہ آپ نے اس کاغذ کو پھینک دیا اور ہم مسکینوں کو بلایا۔ ہم حاضر ہوئے تو حضور اقدس ؐ نے سلام علیکم فرمایا (جیسا آیت میں ارشاد ہوا تھا) اور ہم آپ کے اس قدر قریب بیٹھ گئے کہ اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دئے۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس سے فقراء و مہاجرین کو نہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن یہ بات ضرور تھی کہ جب تک آپ کو بیٹھنا ہوتا تھا تو ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے تھے، اور جب تشریف لیجانا ہوتا تھا تو ہم کو چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ لہذا اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم
بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ

عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ
هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا

ترجمہ :- اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھیے، جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ محض اس کی رضا چاہتے ہیں اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹنے پاویں۔ اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل رکھا ہے، اور اپنی نفسانی پہ چلتا ہے اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے (یعنی فقرائے مہاجرین) کے ساتھ یہ طرز عمل ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم بیٹھے رہتے تھے اور جب وہ وقت ہو جاتا تھا جس پر آپ کو اٹھنا ہوتا تو ہم خود ہی اٹھ جاتے تھے۔ اور آپ کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اگر ہم نہ اٹھتے تو آپ بیٹھے رہتے تھے۔ اور ہم کو چھوڑ کر اٹھ جانا گوارا نہ فرماتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دیر ہو جاتی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جس کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ جب سورۂ کہف کی مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فقرائے مہاجرین کی تلاش کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حتیٰ کہ یہ حضرات آپ کو

مسجد کے آخری حصہ میں مل گئے، ان حضرات پر نظر پڑی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُمِتْنِيْ حَتّٰى اَمَرَنِيْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَ قَوْمٍ مِنْ اُمَّتِيْ۔

"یہ سب تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھے اس سے پہلے موت نہیں دی، جب تک کہ مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ اپنی امت میں سے ایک جماعت کے ساتھ اپنے کو ٹھہرائے رکھوں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا، "مَعَكُمُ الْمَحْيَا وَمَعَكُمُ الْمَمَاتُ" یعنی میرا مرنا اور جینا تمہارے ہی ساتھ ہے۔ حضرت جعیل بن سراقہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی اصحاب صفہ میں سے تھے۔ اور بہت ہی زیادہ مسکین اور حال سے بے حال تھے، ایک موقعہ پر حضور اقدس ؐ نے مال تقسیم فرماتے ہوئے ان کو کچھ نہ دیا اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ دے، کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، عیینہ اور اقرع جیسوں سے ساری زمین بھی بھری ہو تو اللہ کے نزدیک تنہا جعیل ان سب سے بہتر ہوگا۔ رہی لینے دینے کی بات تو ان کو اسلام قبول کرنے کے لئے مال دے کر مائل اور مانوس کرتا ہوں اور جعیل کے لئے اسلام کافی ہے، اس کے نزدیک مال کی کچھ حقیقت نہیں، اسے اسلام ہی پر مگن رہنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے سوال کرتے ہوئے فرمایا کہ بتلاؤ جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا. صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں. یہ جواب سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے وہ

فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ يَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ بِهَا قَضَاءً اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

فقراء مہاجرین داخل ہوں گے، جن کی وجہ سے تکلیف دینے والی چیزوں اور حالتوں سے بچا جاتا ہے. یعنی اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے امت کو تکلیف دینے والی چیزوں اور حالتوں سے بچاتے ہیں. وہ بیچارے سینوں میں اپنی حاجتیں دبائے ہوئے دنیا سے چلے جاتے ہیں. جن کے پورا کرنے کی کوئی صورت ان کے پاس نہیں ہوتی.

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے لگیں گے تو فرشتے کہیں گے کہ ہمارے رب ہم تیرے فرشتے ہیں، اور تیرے مقرر کردہ انتظاموں کے مہتمم ہیں اور تیرے آسمانوں کے رہنے والے ہیں. ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ فرما. اس کے جواب میں اللہ جل شانہٗ فرمائے گا

یہ میرے خاص بندے ہیں جنھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا اور ان کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ دنیا میں یہ مصیبت کی چیزوں سے مخلوق کو بچانے کا ذریعہ تھے۔ اور ان کے صبر و استقلال کا یہ عالم تھا کہ ان کو اس حالت میں موت آئی تھی کہ اپنی اپنی حاجتیں سینوں میں دبائے ہوئے تھے۔ جن کو پوری کرنے کی کوئی راہ ان کے پاس نہ تھی۔ لہذا ان کی یہ فضیلت سن کر ہر دروازے سے فرشتے انکے پاس جنت میں یوں کہتے ہوئے پہونچیں گے۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ

ترجمہ:۔ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا تو اس جہان میں تمہارا یہ انجام ہوا"

اسماءِ اصحابِ صُفّہ:۔ اصحاب صفہ کے اسمائے گرامی کی صحیح تعداد متعین نہیں۔ تخمینی تعداد ۷۰ سے اوپر ہی ہے۔ کچھ اسمار درج ذیل کئے جاتے ہیں، محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں جن اصحاب صفہ کے اسمائے گرامی درج کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضرت سلمان فارسی رضؓ
۲۔ 〃 عمار بن یاسر رضؓ
۳۔ 〃 مقداد بن الاسود رضؓ
۴۔ 〃 ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ
۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ
۶۔ 〃 خباب بن الارت رضؓ
۷۔ 〃 بلال ابن رباح رضؓ
۸۔ 〃 صہیب بن سنان رضؓ

۹	حضرت ابولبابہ بن المنذر رضؓ		۲۲	حضرت ابوالبشر کعب بن عمر رضؓ	
۱۰	,, زید بن الخطاب، عمر فاروقؓ کے بھائی		۲۳	,,	ابوذر غفاری رضؓ
۱۱	,, ابو کبثہ ...... رضؓ		۲۴	,,	عبداللہ بن زید الجہنی رضؓ
۱۲	,, ابومرثد العدوی رضؓ		۲۵	,,	ثوبان مولی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳	,, صفوان بن بیضار رضؓ		۲۶	,,	سائب بن غلاذ رضؓ
۱۴	,, ابوعبس بن جبر رضؓ		۲۷	,,	عبیب بن لیاف رضؓ
۱۵	,, سالم بن عمیر رضؓ		۲۸	,,	عتبہ بن مسعود رضؓ
۱۶	,, سالم مولیٰ بن حذیفہ رضؓ		۲۹	,,	حجاج بن زالاسلمی رضؓ
۱۷	,, مسطح بن اثاثہ رضؓ		۳۰	,,	عبداللہ بن انس رضؓ
۱۸	,, عکاسہ بن محصن رضؓ		۳۱	,,	ابوالدرداء رضؓ
۱۹	,, مسعود بن الربیع رضؓ		۳۲	,,	ابوہریرہ دوسی رضؓ
۲۰	,, عمیر بن عوف رضؓ		۳۳	,,	معاذ بن حارث القاری رضؓ
۲۱	,, عویم بن ساعدہ رضؓ		۳۴	,,	ثابت بن ودیعہ رضؓ

محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کے اسمائے گرامی لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

نقلت هذه الاسامي من اخبار كثيرة فيها ذكر اهل الصفة النازلين معهم المسجد

ان ناموں کو میں نے بہت سی متفرق حدیثوں سے اخذ کر کے

بغیر سند کے لکھدیا ہے جن میں اصحاب صفہ اور ان کے ساتھ مسجد میں آکر قیام کرنے والوں کا ذکر ہے۔

حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں جن حضرات کو اصحاب صفہ میں تسلیم کیا ہے یا جن کے اصحاب صفہ میں سے ہونے کی تغلیط نہیں کی وہ یہ ہیں:۔

۱	حضرت اسماء بن حارثہ	رضؓ	۱۵	حضرت الحکم بن عمیر	رضؓ
۲	” براء بن مالک	رضؓ	۱۶	” حرملۃ بن ایاس	رضؓ
۳	” ابوذر غفاری	رضؓ	۱۷	” خباب بن الارت	رضؓ
۴	” اغر المزنی	رضؓ	۱۸	” خنیس بن حذافہ	رضؓ
۵	” بلال بن رباح	رضؓ	۱۹	” حزیم بن فاتک	رضؓ
۶	” ثوبان مولی صلی اللہ علیہ وسلم	رضؓ	۲۰	” حزیم بن اوس الطائی	رضؓ
۷	” ثقیف بن عمرو	رضؓ	۲۱	” حبیب بن یساف	رضؓ
۸	” جرہد بن خویلد	رضؓ	۲۲	” دکیل بن سعد المزنی	رضؓ
۹	” جعیل بن سراقہ	رضؓ	۲۳	” عبداللہ بن ذو البجادین	رضؓ
۱۰	” جاریہ بن جمیل	رضؓ	۲۴	” ابولبابہ انصاری	رضؓ
۱۱	” حذیفہ بن اسید	رضؓ	۲۵	” ابو رزین	رضؓ
۱۲	” حارثہ بن النعمان	رضؓ	۲۶	” زید بن الخطاب	رضؓ
۱۳	” حازم بن حرملۃ	رضؓ	۲۷	” سلمان فارسی	رضؓ
۱۴	” حنظلہ بن ابی عامر	رضؓ	۲۸	” سعد بن ابی وقاص	رضؓ

۲۹	حضرت سعید بن عامر	رضہ	۳۶	حضرت شداد بن	رضہ
۳۰	" سفینہ	رضہ	۳۷	" صہیب بن سنان	رضہ
۳۱	" سالم مولی ابی حذیفہ رضہ		۳۸	" صفوان بن بیضا	رضہ
۳۲	" سالم بن عبید بن الاشجعی رضہ		۳۹	" طخفہ بن قیس	رضہ
۳۳	" سالم بن عمیر	رضہ	۴۰	" طلحہ بن عمر	رضہ
۳۴	" حضرت سائب بن خلاد	رضہ	۴۱	" طفاوی دوسی	رضہ
۳۵	" شقران مولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم		۴۲	" عبداللہ بن مسعود	رضہ

۴۳ - حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حجرۂ مبارکہ :- حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر سے فراغت پاکر ازواج مطہرات کے لئے یکے بعد دیگرے نو حجرے تعمیر کرائے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کا حجرہ مسجد سے بالکل قریب بنایا، جیسا کہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

:- حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے تو سر مبارک میری طرف کردیتے تھے، اور میں اپنے حجرہ میں بیٹھی ہوئی آپ کے بال مبارک درست کردیا کرتی تھی، اور آپ جب مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے تو ضرورت کے بغیر گھر میں تشریف نہ لاتے تھے۔

حجرۂ شریفہ :- جیسا کہ اوپر بیان گذر چکا ہے، یہ حجرہ مبارکہ

کچی اینٹوں کا تھا اور اس کے درمیان ایک دیوار ڈالی گئی تھی، جس سے حجرے کے دو کمرے ہو گئے تھے، ایک مسجد کی طرف (جانب مغرب) پڑتا تھا جو آج بھی باب الوفود کے نام سے موجود ہے، اور دوسرا شمال کی طرف جو کہ جالی مبارک کے اندر آگیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حجرۂ مبارکہ (عائشہ) میں ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ وفات پائی۔ اور یہیں حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم قبر منورہ میں آرام فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک جانب مغرب، قدم مطہرہ مشرق کی طرف اور چہرۂ انور قبلہ رُخ جانب جنوب ہے۔

۲۲ جمادی الاول ۱۳ھ میں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ کی قبر شریف اسی حجرہ مبارک کے اندر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کی سیدھ میں اُن کا سر مبارک یعنی تقریباً ایک فٹ نیچے ہٹا کر رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں بروز پنجشنبہ جب حضرت عمر رضؓ کی وفات ہوئی تو آپ کو حضرت ابو بکر رضؓ کی پشت مبارک کی طرف اس طرح قبر شریف میں رکھا گیا کہ حضرت عمر رضؓ کا سر مبارک حضرت ابو بکر کے سینہ مبارک کی سیدھ میں ہے۔ یعنی مزید ایک فٹ نیچے رکھا گیا ہے۔ حجرہ شریف کے اندر ایک اور قبر کی جگہ خالی پڑی ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رکھی گئی ہے۔

حضرت عمر رضؓ کے دورِ خلافت میں اس حجرہ شریف کی دیواریں اصل بنیادوں

پرانی کچی اینٹوں سے تیار کی گئی تھیں، ولید بن عبد الملک کے دور میں جب ازواج مطہرات کے حجروں کو مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ تو اس حجرۂ عائشہ رضی کی اصل کچی دیواریں قائم رکھی گئیں۔ اور ان کے چاروں طرف بہت ہی گہری بنیادیں کھود کر پانچ گوشوں والی مضبوط پتھر کی دیوار کھڑی کر دی گئی۔ جس کے اوپر کے حصے کی شکل مثلث اور نیچے کی مربع بنا دی گئی، اس گوشہ دیوار اور حجرہ شریف کے درمیان تینوں طرف ایک ایک دو دو ہاتھ جتنی جگہ چھوڑ دی گئی ہے، لیکن غربی جانب سر مبارک ہے وہاں دونوں کے درمیان ذرا بھی جگہ چھوٹ نہ سکی۔ لہذا پانچ گوشہ عمارت نظر آرہی ہے اصلی تینوں قبریں اسکے اندر آگئیں ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس دیوار کو پنج گوشہ اسلئے بنایا کہ بیت اللہ شریف کے ساتھ اسکی مشابہت نہ ہونے پائے ورنہ لوگ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے اس کا بھی طواف کہیں نہ کرنے لگیں۔ اس وقت تک روضۂ مبارک پر گنبد نہ تھا۔ ۶۷۸ھ میں حجرۂ مبارک کی دیواروں پر لکڑی کا پہلا قبہ بنایا گیا۔ اس کے بعد ۸۹۲ھ میں سلطان قایتبائی نے پنج گوشہ دیوار پر ایک دوسرا قبہ بنا دیا۔ اس پر سیسہ کی چادر کی طرح سبز رنگ لگا دیا گیا آخر میں سلطان محمود بن عبد الحمید عثمانی نے ۱۲۳۳ھ میں اُسے از سر نو بنا کر اس پر گہرا سبز رنگ چڑھایا، جس کی وجہ سے اس کا نام قبہ خضرا یعنی سبز گنبد پڑا، اور ابتک اس مبارک گنبد کا جو سبز رنگ باقی ہے، یہ اسی کی یادگار ہے، جس کو سلطان محمود عبد الحمید نے رنگا تھا۔

ایک سازش اور سیسے کی دیوار

۵۵۷ھ میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو قبر شریف سے نکال لے جانے کے لئے ایک نصرانی بادشاہ نے دو عیسائیوں کو مدینہ شریف بھیجا، یہ دونوں اسلامی بھیس میں رباط عثمانی میں رہنے لگے، دکھاوے کے لئے تو یہ لوگ رات دن یادالہی میں مشغول رہتے تھے، لیکن فی الحقیقت ان کا کام یہ تھا کہ رات بھر رباط سے قبر شریف تک کھودتے جاتے تھے، اور سرنگ کی مٹی پانی کی مشکوں میں بھر بھر کر جنت البقیع کی طرف لیجا کر بہت دور پھینک آتے تھے، سلطان نورالدین زنگی شہید نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دو بھوری آنکھوں والے شخص کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہیں۔

اَنْجِدْنِیْ وَاَنْقِذْنِیْ مِنْ ھٰذَیْنِ ٥

"میری مدد کرو اور ان دو شخصوں کے شر سے بچاؤ"

سلطان موصوف گھبرا کر اٹھے، اور فوراً ہی نہایت تیز رفتار اونٹنیوں پر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ خوب تیزی کے ساتھ رات دن سفر کرتے ہوئے ۱۶ دن کے عرصہ میں مصر سے مدینہ منورہ پہونچے، مدینہ منورہ پہونچ کر وہاں کے سب پردیسیوں کو انھوں نے ایک دعوت پر بلایا، جب سب آ پہونچے تو سلطان موصوف نے بہت غائر نظر سے ان سب کے چہروں کو دیکھا، لیکن ان میں ان دو شخصوں

کا پتہ نہیں لگا۔ سلطان نے جب دریافت کیا کہ کیا کوئی باقی تو نہیں رہ گیا تو لوگوں نے کہا کہ ہاں وہ مغربی زاہد باقی رہ گئے ہیں، جو گھر سے باہر نکلتے ہی نہیں اور دنیوی کاروبار سے انہیں کوئی سروکار نہیں، وہ دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں، سلطان اس کے بعد رباط عثمان پہونچے، ان دونوں شخصوں کو دیکھ کر پہچان گئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو خواب میں بتلائے گئے تھے۔ دونوں بہت ہی بزرگ اور پرہیزگار معلوم ہوتے تھے۔ اور ان کے پاس کئی مذہبی کتابیں بھی پڑی معلوم ہوتی تھیں۔ علاوہ اس کے کمرے کے بیچ میں ایک ٹاٹ کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ اور اس پر مصلّٰی رکھا ہوا تھا، سلطان کے دل میں معاً یہ خیال گذرا اور انہوں نے مصلّٰی اٹھالیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پتھر کی سل وہاں رکھی ہوئی ہے۔ اس سل کو جب ہٹایا تو ایک سُرنگ نظر آئی جو قبر مبارک کے قریب تک پہونچ گئی تھی۔ مجرموں نے جرم کا اقرار کیا۔ اور سلطان نے علماء سے فتویٰ حاصل کرکے ان دونوں کو اپنے سامنے تہ تیغ کرادیا۔

اس نیچ گریش عمارت کے چاروں طرف زمین کو اتنا کھودا گیا کہ پانی نکل آیا، اور پھر لاکھوں من سیسہ پگھلا کر اس میں پلایا گیا۔ اس طرح آب سے سطح زمین تک قبر شریف کے اردگرد ایک زاید سیسہ کی دیوار ہے جس کی وجہ سے کہیں سے بھی کوئی دشمن قبر شریف تک نہ پہونچ سکے۔

یہ سیسہ کی دیوار تو چونکہ زمین کے نیچے ہے، لہذا اب دکھائی نہیں دیتی لیکن اسی دیوار پر جالی مبارک قائم کردی گئی ہے۔ ابتدا میں یہ جالی لکڑی کی تھی لیکن

بعد میں پیتل اور تانبے کی بنائی گئی جو آج تک موجود ہے۔ الغرض اب تینوں مبارک مزاریں دیواروں کے اندر اور دو گنبد کے نیچے ہیں۔ ایک دیوار تو اصل حجرۂ عائشہ کی اس کے بعد پنج گوشہ والی دیوار اور اسکے بعد سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور اس کے اطراف میں جالی مبارک کا چوتھا پہرہ۔ روضہ نبیؐ کی اس ساری مجموعی عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔

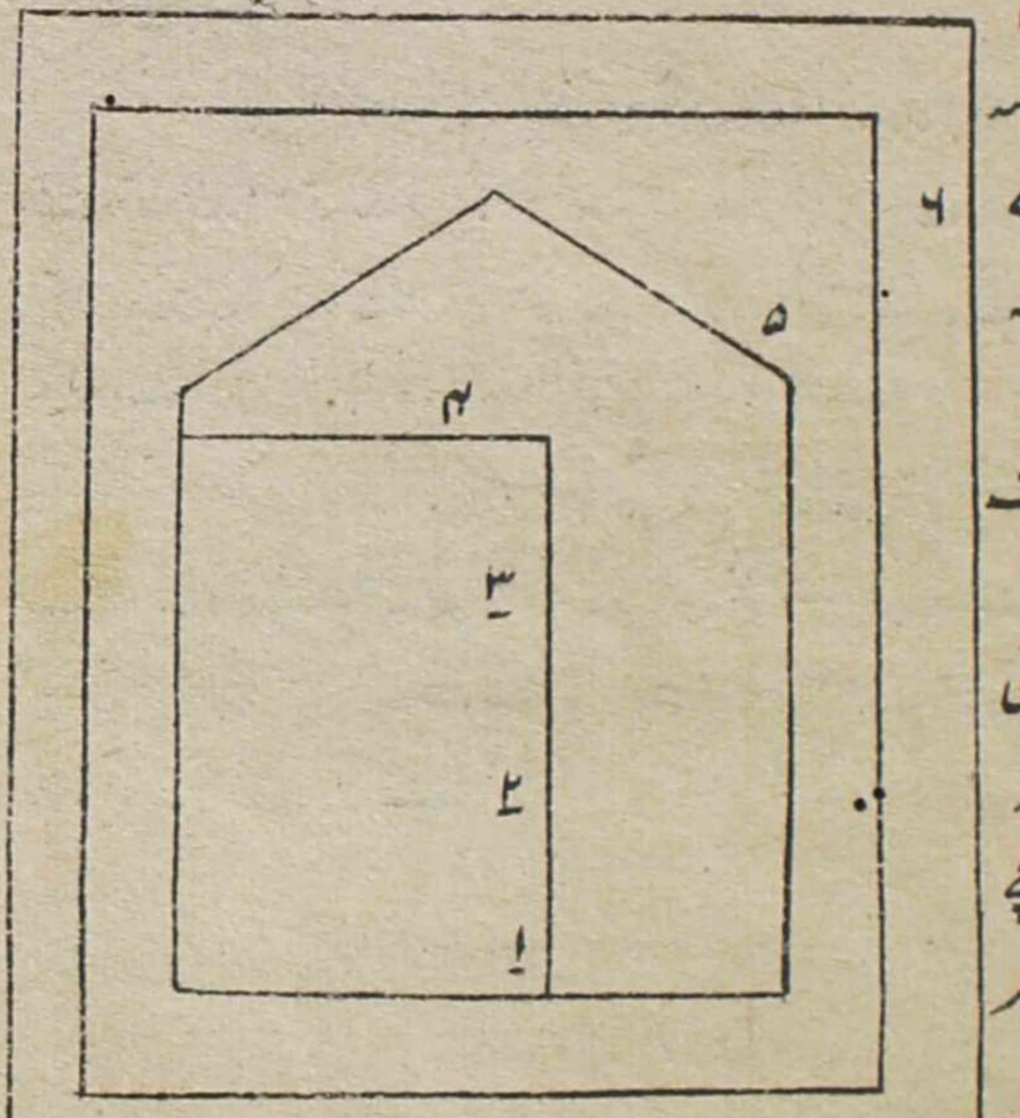

نمبر ۱، ۲، ۳ مزارات مقدسہ ہیں،
نمبر ۴ حجرۂ عائشہ کی دیوار
نمبر ۵ پنج گوشہ دیوار
نمبر ۶ سیسہ پلائی ہوئی دیوار جو زمین کے نیچے ہے۔ اسلئے نظر نہیں آتی۔
نمبر ۷ جالی مبارک

مسجد نبوی کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد الحرام کے سوا دنیا کی دوسری سب مسجدوں میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میں خاتم النبیین ہوں، اور میری یہ مسجد نبوی کی مسجدوں میں سب سے آخری مسجد ہے، اور وہ زیادہ مستحق ہے کہ اسکی زیارت کی جائے اور مسجد الحرام کے بعد اسکی طرف سفر کیا جائے۔

حضرت ابوامامہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلا اور اس میں نماز پڑھی تو اسکی نماز ایک حج کے برابر ہے۔

مدینہ منورہ کی دیگر زیارات

۱۔ دارِ سیدنا ابی ایوب انصاریؓ :۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر سرکار دو عالمؐ کی اونٹنی بیٹھی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پہلے اسی مقام پر قیام فرمایا تھا۔ مسجد نبوی کے بالکل قریب ہے۔

۲۔ مشہد سیدنا عثمان ذی النورین رضؓ :۔ یہ وہ مقام ہے جہاں باغیوں کے ہاتھ سے جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضؓ قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حرم نبوی کے متصل ہے۔

۳۔ دار عشرہ مبشرہ :۔ دس صحابہ کرام رضؓ جن کو حضور اکرمؐ نے جنت کی بشارت دی، وہ یہاں پر رونق فرما تھے، اسی مقام پر ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر مسلمانوں نے بیعت کی تھی، اور یہیں سے الٰہی سلطنت کی بنیاد پڑی اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے والی امر کے انتخاب میں عام حق وراثت پر قابلیت اور دینداری کو ترجیح دی گئی، اسی کی برکت سے دنیا میں سرسبز و کامیاب ہوئے، اور آج اسی اصول پر دنیا کی اور دوسری اقوام عمل پیرا ہیں۔

۴۔ دار سیدنا امام حسن رضؓ :۔ یہ مکان سیدنا امام حسن رضؓ کا مشہور ہے آج کل اسی میں شیخ الاسلام کا کتب خانہ ہے۔

۵۔ دار بنی النجار :۔ مدینہ منورہ میں اسی مقام پر حضورؐ نے قیام

فرمایا تھا، بنی نجار کی مخدرات اور لڑکیوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں دف بجا کر

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا   نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِیْ نَجَّار

اور دوسرے اشعار گائے تھے۔

۶۔ جنت البقیع: یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو شہر سے متصل مشرقی جانب ہے، حضور پر نور اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت فاروق رضہ کی زیارت کے ساتھ اس قبرستان کی زیارت بھی روزانہ بالخصوص جمعہ کے روز مستحب ہے اس مقدس قبرستان میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بے شمار اولیاء اللہ آرام فرما ہیں۔

حضرت عثمان ذی النورین بھی بقیع کے مشرقی گوشہ کے قریب مدفون ہیں، اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ[۱] اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے سوا تمام ازواج مطہرات حضرت ابراہیم بن رسول اللہ، عثمان ابن مظعون رضہ، رقیہ بنت الرسول، فاطمہ، فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی رضہ عبدالرحمٰن ابن عوف، اسعد بن زرارہ، سعد ابن وقاص، عبداللہ ابن مسعود خنیس بن ابی حذافہ، حضرت عباس رضہ رسول اللہ کے چچا، سیدنا حضرت حسن رضہ ابن علی رضہ حضرت فاطمۃ الزہریٰ اور حضرت صفیہ، (حضور کی پھوپھی) رضوان اللہ علیہم اجمعین، یہ سب حضرات اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں، امام القراء حضرت نافع اور امام مالک

---

[۱] حضرت خدیجہ رضہ مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہیں، اور حضرت میمونہ رضہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سرف گاؤں میں مدفون ہیں۔

صاحب المذہب اسی میں مدفون ہیں۔

بقیع میں داخل ہوکر اس طرح سلام عرض کیجئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا

۷۔ **زیارت شہداء احد:۔** مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے قریب وہ مقدس پہاڑ ہے، جس کے متعلق محبوب رب العالمین ؐ نے ارشاد فرمایا تھا اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ۔ یعنی احد ہم کو محبوب رکھتا ہے، اور ہم احد کو، سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضؓ کا مزار اسی جگہ ہے، اور سیدنا حمزہ رضؓ کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ اور حضرت مصعب بن عمیر رضؓ ہیں اور تقریباً دو سو ہاتھ کے فاصلہ پر غربی جانب میں باقی شہداء کرام آرام فرما ہیں۔ آداب زیارت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سب حضرات پر سلام عرض کریں۔ اور احد کے درختوں سے کوئی چیز کھانا مسنون ہے۔

۸۔ **مسجد قبا:۔** مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے، نبی کریم ؐ نے مع صحابہ کرام کے اپنے دست مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا۔ مسجد حرام، مسجد نبوی ؐ، مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ یعنی مسجد قبا میں دو رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

۹۔ **مسجد فتح:۔** جبل سلع کے غربی کنارہ پر ہے، اس مسجد میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ؐ کی دعا قبول فرمائی، اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

مسجد فتح، مسجد سیدنا سلمان، مسجد سیدنا ابو بکر صدیق رض۔ یہ سب قریب قریب ہیں اور خمسہ مساجد کے نام سے مشہور ہیں۔

۱۰۔ مسجد جمعہ :۔ قبا کے نئے راستے سے مشرق کی جانب ہے سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں پڑھا۔

۱۱۔ مسجد مصلّی :۔ مناخہ کے جنوب غرب میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

۱۲۔ مسجد سقیا :۔ باب عنبریہ کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو قبۃ الروس کہتے ہیں، اور ایک کنواں ہے جسے بیر سقیا کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی۔

۱۳۔ مسجد ذباب :۔ جبل احد کے راستے میں ہے۔

۱۴۔ مسجد قبلتین :۔ مدینہ کے شمال و غرب میں وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ ہے۔ ۱۵۔ مسجد الفضیح :۔ مسجد قبا کے شرق میں ہے

۱۶۔ مسجد بنی قریضہ :۔ مسجد فضیح سے مشرق کی طرف تھوڑے فاصلہ پر ہے

۱۷۔ مسجد ہ :۔ بستان بحیری اور بساطین صدقہ کے درمیان ہے۔

۱۸۔ مسجد الاجابۃ :۔ بقیع کے شمال مشرق میں ہے ۱۹۔ مسجد ابی بن کعب بقیع کے متصل ہے۔ ۲۰۔ مسجد بنی حرام :۔ مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے۔ ۲۱۔ مسجد سیدنا ابو بکر صدیق :۔ مسجد مصلّی کے قریب ہے۔

۲۲۔ مسجد سیدنا امام ابراہیم بن محمد رسول اللہ:۔ عوالی مسجد بنی قریضہ سے شمال کی جانب ہے ۲۳۔ بیر اریس:۔ یہ کنواں مسجد قبا کے متصل غربی جانب ہے، ۲۴۔ بیر غرس:۔ موضع قربان میں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پر شمال مشرق میں واقع ہے ۲۵۔ بیر بضاعہ:۔ شامی دروازہ سے باہر متصل باغ بنی ساعدہ میں ہے، ۲۶۔ بیر رحا:۔ باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے، ۲۷۔ بیر عہن:۔ عوالی میں مسجد قبا سے مشرق میں مسجد شمس کے قریب ہے، ۲۸۔ بیر رومہ یا بیر عثمان:۔ مدینہ کے شمال و غرب میں وادی عقیق کے کنارے پر جنگل میں مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے، ۲۹۔ مشہد سیدنا علی العریض:۔ یہ امام جعفرؓ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ عراق سے خشکی کے راستے سے آنے والوں کو یہاں پر قرنطینہ دیا جاتا ہے،

یوں تو مدینہ کی ہر چیز پیاری اور برکت والی ہے، اور لوگ تحائف کے طور پر وہاں سے بہت سی چیزیں اپنے ذوق کے مطابق لے آتے ہیں، لیکن مدینہ شریف کا خاص تحفہ تو وہاں کی کھجوریں اور خاک شفا ہے، جس کی برکتیں اور فضیلتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک مدینہ کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے، مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص صبح سویرے سات دانے عجوہ کھجور کے کھائے تو اس دن اسے زہر نقصان پہنچا سکے گا نہ جادو،

اسی طرح برنی اور صیحانی کھجوروں کے لئے بھی حدیث شریف میں بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ ہاں روغن بلسان اور شہد بھی وہاں سے اصلی ملجائے تو لے لیا جائے

واپسی :۔ مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت مرقد اطہر پر حاضر ہو کر گریہ وزاری کے ساتھ درد وغم کے ساتھ ادب واحترام کو ہر وقت ملحوظ رکھتے ہوئے صلوٰۃ و سلام عرض کرو، اور اپنی ولخراش جدائی پر افسوس اور رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تقصیرات اور غفلتوں پر ندامت کرتے ہوئے توبہ واستغفار کرلو، توفیق وہدایت اور ہر امر میں اتباع سنت کی دعائیں خوب دل سے مانگ لو، اور وہاں کے محتاجوں کو، دربانوں کو اور فقراء کو صدقہ وخیرات دے کر خوش کرلو، اور یہ بھی دعا کرلو کہ یہ آخری موقعہ ہو، بلکہ حق تعالیٰ اس نورانی مقام کی زیارت بار بار کرائے۔ اس جدائی کے موقعہ پر آپ کے دل سے اس قسم کے تاثرات نکلتے ہوں۔ ؎

نہ عجلت کرو وقتِ رخصت رفیقو ... کہاں میں کہاں پھر دیارِ مدینہ
کہاں ہند میں وہ بہارِ مدینہ ... بس اب میں ہوں اور یادگارِ مدینہ
الٰہی دکھا پھر بہارِ مدینہ ... کہ دل ہے بہت بیقرارِ مدینہ
میسر ہو پھر ہم کو یارب زیارت ... کہ ہم ہیں صد اشکبارِ مدینہ

بصد عیش سوؤں میں تا صبح محشر
جو ہو میرا مرقد کنارِ مدینہ

حجاج کرام کیلئے ضروری اطلاع

تحفہ تحائف میں جب گھڑی کی ضرورت محسوس ہو

رولیکس ۔ اومیگا ۔ ذینتھ ۔ فیورلوبا

ویسٹرن ۔ رومر و دیگر ہر قسم کی گھڑیاں

بارعایت و تسلی بخش خریدنے کے لئے مندرجہ ذیل

پتہ پر تشریف لے جائیں ۔

اس دوکان کی دو مشہور خصوصیات ہیں :

(۱) ایک دام (۲) گھڑی کی ہندو پاکستان میں

گارنٹی

باک محل ۔ شارع عون ۔ مارکیٹ بنک اھلی

مکہ مکرمہ

"ماہنامہ البلاغ"

دین کی خدمت کے جذبہ کے تحت جاری کیا گیا ہے، معلومات حج کو عام کرنا، دینی تعلیم کو پھیلانا، حرمین شریفین اور عالمِ اسلام سے ملی ربط پیدا کرنا اس رسالہ کا خاص موضوع ہے۔

چندہ سالانہ پانچ روپے

منیجر "البلاغ"

صابو صدیق مسافر خانہ کرناک روڈ

بمبئی نمبر ۱

دیارِ مدینہ

جناب ذوق جامی

رشکِ جنت دیارِ مدینہ — اللہ اللہ بہارِ مدینہ
روح میں تازگی آگئی ہے — سُن کے ذکرِ بہارِ مدینہ
کعبۂ پاک عالم کا دل ہے — جانِ عالم دیارِ مدینہ
چوم کر کیوں نہ پلکوں پہ رکھ لیں — گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
بہرِ تسکین دل جانے والو — ہم بھی ہیں بیقرارِ مدینہ
تیری قسمت پہ رشک آرہا ہے — میہمانِ دیارِ مدینہ
یاد رکھنا ہمیں بھی دعا میں — رہروِ رہگذارِ مدینہ
مرکزِ عشق و توحید کعبہ — حسن کا گھر دیارِ مدینہ
عظمتِ ہر دو عالم سے بڑھ کر — عظمتِ تاجدارِ مدینہ
شیخ صاحب کو جنت مبارک — اور ہمیں رہ گذارِ مدینہ

نذرِ دیدہ، جان و دل ہے
ذوق گرد و غبارِ مدینہ

انجمن خدام النبیؐ

شاعرِ مشرق حضرت شفیق صدیقی

اگر محبوب ہے ذکرِ رسولِ ہاشمی آؤ
یہاں سب جمع ہیں مستانِ خدام النبیؐ آؤ

اُجالا کیوں نہ خدام النبیؐ کا وجہِ عرفاں ہو
وہ محفل ہے جہاں روشن ہے شمعِ زندگی آؤ

مبارک ہو حرم کے جانے والو نورِ ایمانی!
ہمارے واسطے بھی لیکے پیغامِ خوشی آؤ

مدینہ کی فضا میں تم سراپا نور بن جاؤ
نگاہ و دل میں لے کر مصطفیٰؐ کی روشنی آؤ

شفیق اس وقت خدام النبیؐ کا دور چلتا ہے
چلو بیٹھے ہو کیا تم بھی شرابِ عشق پیا آؤ

پرنٹر پبلشر احمد غریب سکریٹری انجمن خدام النبیؐ نے یونیورسل لیتھو پریس ۲۴ فوردی اسٹریٹ بمبئی ۲ سے چھپوا کر
دفتر انجمن واقع صابو صدیق مسافر خانہ بمبئی (۱) سے شائع کیا

299

ایک ضروری بات

جب حاجی فریضۂ حج سے واپس ہو کر گھر پہونچتا ہے تو گاؤں
اور قصبہ کے لوگ جو آئندہ سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں سفر کے حالات
اور اس سفر کی قانون اور سرکاری پابندیوں کے متعلق پوچھتے ہیں تاکہ
ان کے تجربوں سے فائدہ اٹھائیں
دوسرے حاجیوں کی رہبری کے لئے

ماہنامہ **البلاغ** بمبئی

کا مطالعہ آپ کے لئے بہت ضروری ہے۔ حج کے متعلق سب ہی
چیزوں کی اشاعت کر کے عازمین حج کی رہبری کرتا ہے۔ یہ پرچہ
حاجی صابو صدیق مسافرخانہ سے شایع ہوتا ہے۔
اس رسالہ کا سالانہ پانچ روپیہ ہے۔ آپ پانچ روپیہ
دے کر اس رسالہ کے خریدار ہو جائیں۔ سال بھر تک یہ پرچہ
آپ کے پاس پہونچتا رہے گا۔

منیجر ماہنامہ البلاغ۔ صابو صدیق مسافرخانہ کرافورڈ بمبئی ۱

الحاج محمد حاجی عبداللہ مرحوم

یہ کتاب الحاج محمد حاجی عبداللہ مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے شایع کی گئی ہے، مرحوم انجمن خدام النبیؐ کے ماتحت چالیس سال تک حاجیوں کی خدمت کرتے رہے، حاجیوں کو راحت و آرام کے لئے ہر سال ہزاروں روپیہ اپنی نیک کمائی سے صرف کرتے رہے، اللہ نے زندگی میں بار بار حج نصیب فرمایا، خاندان کے بچہ بچہ کو زیارت حج سے مشرف فرمایا۔ ہر سال کئی کئی مرتبہ حرمین شریفین میں حاضری دیتے رہے اللہ پاک نے دنیاوی اعتبار سے ہر طرح سے نوازا تھا۔ آخرت کے اعتبار سے یوں نوازا کہ انتقال سے تقریباً بیس دن پہلے مکہ مکرمہ پہونچ گئے۔ ۲۳؍ جنوری ۱۹۶۱ء پیر کے دن تہجد کے لئے حرم شریف گئے، تہجد، طواف، نماز فجر اور طواف سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق چاہِ زم زم پر جا کر زمزم شریف پیا اور ہشاش بشاش گھر آئے، اور لیٹ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا ؎

جان ہی دیدی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

اللہ کے اس مقبول بندے کی موت، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ کی عملی تفسیر ہے۔

299